أولیائی تحت قبائی لا یعرفہم غیری

حضرت سر تاج الاولیا سلطان الاصفیا سر سلسلہ خانوادۂ حضرات چشت
اہل بہشت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین یعنی حضرت مولانا ابو محمد
خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری الموسوم؛

تحفۂ عشق

معروف بہ

حیات الحسن

مولفہ
جناب حضرت مولانا ابو احمد خواجہ شاہ غلام غوث صاحب بغدادی عشق چشتی رح
مولف نکات عشق وارمغان عشق و نغمات عشق وغیرہ

حسب فرمائش جناب ابو المحمود احمد عبد الہادی صاحب مشائخ و جاگیردار قصبہ پی پری

اختر دکن پریس افضل گنج حیدرآباد دکن میں چھپی
۱۳۲۳ ف

سوانح عمری

اَولیائی تحت قبائی لا یعرفہم غیری

حضرت شیخ الاولیا سلطان الاصفیا سر سلسلہ خانوادہ حضرات چشت

اہل بہشت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضرت مولانا ابو محمد

خواجہ حسن البصری رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری المسمّٰی بہ

تحفہ عشق

معروف بہ

حیات الحسن

مؤلفہ

جناب حضرت مولانا ابو احمد خواجہ شاہ غلام غوث نسباً البغدادی عشق چشتی

مؤلف نکات عشق و ارمغان عشق و نغمات عشق وغیرہ

حسب فرمائش جناب الحاج المحمود احمد عبد الہادی صاحب مشائخ و جاگیردار قصبہ پی پری

اختر دکن پریس افضل گنج حیدرآباد دکن میں چھپی

۱۳۲۳ ف

فہرست مضامین رسالہ حیات المحسن

سبب تالیف و فخر مؤلف

احقر العباد و اضعف الناس عاجز فقیر ابو احمد خواجہ شاہ غلام غوث بغدادی عشق چشتی قادری ابن حضرت عارف باللہ حاجی خواجہ شاہ محمد مخدوم صاحب قبلہ چشتی القادری صدیقی ساکن قصبہ وڈگی تعلقہ بانسواڑہ حال بودن ضلع نظام آباد اندورن توابع حیدرآباد دکن ناظرین با تمکین سے ملتجی ہے کہ جب خاکسار نے حضرت عبد الرحمن ابن عوف و حضرت طلحہ رضی اللہ عنہا کی سوانح عمری لکہہ رہا تھا جو پرچہ صوفی مین بصورت مضامین رسالہ طبع ہو چکے ہین حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کی سوانح لکہنے کا قصد ہوا چونکہ ابتک آپکی کوئی لائف نہین لکہی گئی اس لئے اس ہیچمدان بے بضاعت نے بہت ساری معتبر کتابون سے آپکے حالات اخذ کر کے آپ حضرات کے روبرو پیش کرنیکا شرف حاصل کرتا ہے۔

نیازمند کو اس بات کا فخر ہے کہ یہ رسالہ بھی ہمارے اسلامی بادشاہ حامی دین متین۔ مشید قوانین سید المرسلین افخر سلاطین عجم و عرب و اکرم خواقین شرق و غرب سلطان ابن السلطان خاقان ابن الخاقان سپہ سالار فتح جنگ مظفر الممالک نظام الملک آصفجاہ نواب میر عثمان علیخان بہادر ابد اللہ ملکہ و سلطنتہ کے عہد مبارک مین بتاریخ (۱۱) رمضان المبارک ۱۳۳۱ھ مکمل ہوا۔

لا زال فی اوج الترقی یعتلی	ملک الوریٰ عثمان علیخان العلی
فھو الرئیس الاعظم السامی علی	ھام العلی والمجد الفضل الجلی
عزت بہ الدکن العزیزۃ واستوت	ارکانہا و اتت بامر ینجلی

لمعت بثاقب عدله ظلم الورى
مذ لاح ضوء کماله المتمثل

ذاك النظام نظام ذا البلد الذی
فضیلت امالیه بفضل تطول

من ذا یحاکیه ومن ذا شاوه
یدنو معالیه بجهد الکمل

ملك سجیته اسماح وهمة
فی فتح باب المغلقات المعضل

غیث مکارمه لنا عندا لندی
غوث یغیث من الزمان الامحل

دامت مکارمه ودام مکرما
فی ظل عرش الله ظل تفضل

رنج وغم وفکر والم از دل یاران برخواست
مژده ای پیر مغان ابر بهاران برخواست

شادی وعیش چنان در دل هر کس جا کرد
اثر آه تو گوئی که ز دوران برخاست

مشتمل آب و هوای چمن دهر چنانست
گوئی از دل هوس چشمهٔ حیوان برخاست

خاک هم در اثر خویش بگو اکسیر است
هر که بد شور بران سنبل و ریحان برخواست

آتش بغض وحسد از دل عالم شده سرد
بلکه چون نخل محبت بگلستان برخواست

فتنها سر بگریبان مذلت بردند
از سر ظلم و ستم گنبد گردان برخواست

باعث نظم جهان چون ز خرد پرسیدم
پرده او از رخ عثمان علی خان برخواست

گفتم آن کیست بگفتا که شهنشاه دکن
ز ابیاریش دکن همچو گلستان برخواست

صاحب علم و هنر مایه جاه و اقبال
که عدیلش نه یکی از همه شاهان برخواست

مسند آرای دکن شاه سکندر حشمت
آصف عهد نگر همچو سلیمان برخواست

معدن رحم و کرم کان سخا ابر عطا
دست در داد و دهش صورت طوفان برخواست

عشق چون مطلع برجسته مدحیه بگفت
مرحباخوان ز لحد واهل سحبان برخواست

شهرهٔ عدل ز عثمان علیخان برخواست
نام حاتم ز سر صفحهٔ دوران برخواست

حامی شرع متین ماحی کفر و بدعت
گبر از خانهٔ بت برزده دامان برخواست

بسکه محبوب شده نام گرامی بجهان
از دل هر که تو مه جیب حسینان برخواست

عدلش آں عدل کہ در عہد مبارک مہدش — خوے در رندگی از شیر نیستاں برخاست
نیست تفریط و ہم افراط بطبع عالے — خیر ابد بمیاں ،، در طلب آں برخاست
ذات او ہمچو طبیب ست و مریض اہل جہاں — وجہ افلاس ز بخشش پے درماں برخاست
ہر کہ آمد بدرش دست تہی باز نہ گشت — بارک اللہ چناں کو بکریماں برخاست

از سر صدق و ہم اخلاص دعاگوئی را
بندہ عشق ز جا خرم و فرحاں برخاست

میر عثمان علی خان رئیس اکبر — آپ کے جاہ کا درخشاں رہے دایم اختر
مسند آرای دکن شاہ سلیماں شوکت — منبع فضل و کرم ظل خدائے برتر
آپکی ذات ہے ہر ذات سخاوت کو نمود — اور سخاوت سے ہوا حاتم طائی اشہر
عدل میں آپکی وہ شان ہے اللہ اللہ — عجز و خجلت سے ہے کسری کا گریباں میں سر
آپکے نام سے رستم کا ہو تہ پانی — آپ کی ہاتھ میں ہے قوت دست حیدر
جمع قرآں کی سو حضرت عثمان نے کیا — آپ کا کافر و مسلم کے دلوں پر ہے اثر
آپ کی ہاتھ میں مخلوق خدا کا دل ہے — جس طرف چاہتے ہیں پھیر نا پھرتے ہیں ادھر
ناصر ملت و دیں ناہی شرک و بدعت — تابع امر و نواہی رسول داور
کے و جم حاتم و اسکندر رومی دارا — آپکی داد و محل کے ہیں یہ درباں یکسر
فیثاغورث و بقراط و فلاطوں سقراط — زندہ ہوتے تو سبق آپ ہی سے لیتے آکر

آپکو حشر تک اللہ سلامت رکھے
آل و اولاد سے خوش چین سے شام اور سحر

التماس ناظرین سے امید ہے کہ اگر کوئی سہو یا خطا رسالہ ہذا میں ملاحظہ فرمائیں تو چشم پوشی فرما کر ممنون سنت فرمائینگے اور مولف کو دعاے خیر دارین سے ہی بہرہ ور فرمائینگے

ہر کہ خواند دعا طمع دارم — زانکہ من بندہ گنہگارم

ولایت

ولایت مشتق ہے ولی سے جس کے معنی قریب ہونے کے ہین،، اس کے دو قسم ہین۔ ولایت عامہ و ولایت خاصہ،، ولایت عامہ تمام مسلمانون کے درمیان مشترک ہے جیسا کہ اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے اللہ ولی الذین اٰمنو یخرجہم من الظلمت الی النور،، اور ولایت خاصہ مخصوص ہے واصلان الٰہی کیسا تھ جیسا کہ کہا گیا ہے فناء العبد فی الحق وبقائہ بہ قالو الولی ہو الفانی فیہ والباقی بہ فنا سے مراد انتہائے سیر الی اللہ اور بقا سے اشارہ ہے طرف ابتدائی سیر فی اللہ کے،، اور یہی وہ لوگ ہین جو بسیاق اولیائی تحت قبائی لا یعرفہم غیری عامۂ خلایق کی چشم ظاہر بین سے پوشیدہ ہین اور جن کا جمال جہان آرا باعتبار باطنی ہمارے دیدہ سر سے مستور و محجوب ہے،، یون تو دیکھنے کو سب ہی دیکھتے ہین مگر حقیقت مین نہین دیکھتے ہین ان کے کمال حسن کو وہی شخص دیکھہ سکتا ہے جو کسیقدر بصیرت بھی رکھتا ہو۔ جس کے آنکھون پر شلیت کی عینک چڑھی ہو وہ کیا خاک دیکھے گا مولانا روم علیہ الرحمہ نے کیا خوب فرمایا ہے

کار پاکان را قیاس از خود مگیر
گرچہ آید در نوشتن شیر و شیر

آن یکے شیر است کادم را خورد
وان دگر شیر است کہ آدم می خورد

جملہ عالم زین سبب گمراہ شد
کم کسے زابدال حق آگاہ شد

اشقیا را دیدۂ بینا نبود
نیک و بد در دیدۂ شان یکسان نمود

ہمسری با انبیا بر داشتند
اولیا را ہمچو خود پنداشتند

گفت اینک ما بشر ایشان بشر ❊ ما و ایشان بستۂ خوابیم و خور

این ندانستند ایشان از عمیٰ ❊ ہست فرقے درمیان بے منتہا

ہر دو اک گل خورہ زنبور و نحل ❊ لیک ازین شد نیش وآن دیگر عسل

ہر دو گون آہو گیا خوردند آب ❊ زین یکے سرگین شد و زان مشک ناب

ہر دو گل خوردند از یک آبخور ❊ آن یکے خالی وآن پُر از شکر

صد ہزاران اینچنین اشباہ بین ❊ فرق شان ہفتاد سالہ راہ بین

این خورد گردد پلیدی زین جدا ❊ وآن خورد گردد ہمہ نور خدا

این خورد زاید ہمہ بخل و حسد ❊ وآن خورد گردد ہمہ عشق احد

این زمین پاکست وآن شورست و بد ❊ این فرشتہ پاک وآن دیوست و دد

ہر دو صورت گر بہم ماند رواست ❊ آب تلخ و آب شیرین را صفاست

جز کہ صاحب ذوق نشناسد طعوم ❊ شہد را ناخوردہ کے داند ز موم

جز کہ صاحب ذوق نشناسد شراب ❊ او شناسد آب خوش از شورہ آب

فضائل اولیاء اللہ

کسی نے حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ اہل ارادت وطالب صادق کو کاملین طریقت کے حالات وحکایات سننے سے کچھ نفع بھی پہونچتا ہے آپ نے فرمایا کہ بزرگان دین کے نقل وحکایات ایک ذی شوکت لشکر ہے اللہ جل جلالہ کا جو مریدین کے دلوں کو تقویت دیتا ہے جیسا کہ خود اللہ جل شانہ اپنے پاک کلام میں ارشاد فرماتا ہے وکلاً نقص

علیک من انباء الرسل ما نثبت به فوادک ،، یعنے ہم تیرے سب رسولوں کے احوال بیان کرتے ہیں جو تیرے دل کو ثابت کردیں ،، الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیہم ولا ھم یحزنون - کافی ثبوت ہے اس باب میں جتنے احادیث وارد ہوئے ہیں اُن سب کا ذکر کرنا اس جگہ ممکن نہیں ہیں صرف ایک حدیث جو صحیح بخاری میں باسناد صحیح لائیگئی ہے جس کا ترجمہ حضرت اوستاذی عارف باللہ مولانا مولوی حکیم حافظ حاجی محمد انوار اللہ صاحب قبلہ مدظلہ العالی اوستاد اعلحضرت نظام خلد اللہ ملکہ وزاد اللہ عمرہ نے اپنی مسدس کے ایک شعر میں فرمایا ہی یہاں درج کرتا ہوں

حق حب اولیاء اللہ میں دیکہو کیا کہا	کہ میں ہو جاتا ہوں او نکے چشم و گوش و دست و پا

ملاحظہ ہو انوار احمدی صفحہ (۳۳) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ قال من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب وما تقرب الی عبدی بشیٔ احب الی مما افترضتہ علیہ وما یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احبہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بہا ورجلہ التی یمشی بہا ولئن سالنی لاعطینہ ولئن استعاذنی لاعیذنہ رواہ البخاری ،، یعنے جو کوئی عداوت کرے میرے ولی کی پس بے شک خبردار کرتا ہوں میں اُس کو جنگ سے اور نہ حاصل کیا قرب میرا میرے بندے نے کسی چیز سے دوست تر زیادہ طرف میرے اُس چیز سے کہ فرض کی میں نے عبادت اس پر اور ہمیشہ میرا بندہ قربت چاہتا ہی میری نوافل کیساتھ یہانتک کہ دوست رکہتا ہوں میں اوس کو پس جب دوست رکہتا ہوں میں اوسکو ہوتا ہوں میں شنوائی اوس کی کہ سنتا ہے وہ اُس سے اور بینائی اوس کی کہ دیکہتا ہے وہ

اوس سے اور ہاتھہ اوس کا کہ پکڑتا ہی وہ اوس سے اور پاؤں اس کا کہ چلتا ہی اوس سے اور اگر سوال کرتا ہی مجہہ سے البتہ دیتا ہوں میں اسکو اور اگر پناہ مانگتا ہے۔ مجہہ سے البتہ پناہ دیتا ہوں میں اوسکو

اثبات کرامت

اہل سُنّت والجماعۃ کا مسلمہ مسئلہ ہی کہ جس طرح کہ معجزات انبیاء علیہم السلام کے لیئے حق اور جایز ہیں اسیطرح کرامات اولیاء اللہ علیہم اجمعین کے لیئے بھی حق اور ثابت ہیں صرف فرق اتنا ہے کہ وہ اظہار معجزہ کے لیئے مامور من اللہ ہیں اور یہ نہیں اثبات کرامت کے نسبت قرآن شریف سے بھی ظاہر ہے اگر حضرت بی بی مریم علیہا السلام کا قصہ سورۂ آل عمران تیسرے پارے میں ملاحظہ فرمایئے اور سورۂ نمل حضرت سلیمان علیہ السلام اور آصف برخیا کا حال مطالعہ کریں اور صحیحین میں جریج راہب کی حکایت جس کے لیئے کہ شیر خوار بچے نے گواہی دی ہو اور حضرت صدیق اکبرؓ کی مہمانی اور برکت طعام کا ذکر معاینہ کریں تو ارباب بصیرت پر کسیطرح پوشیدہ نہیں رہ سکتا کہ کرامت اولیاء اللہ کے لیئے یقینی اور ضروری طور پر ثابت ہوتا اس پر بھی کوئی شقی تغلب انکار کرے تو اس کا سبب اوس کی شقاوت کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے،،

عقائد نسفی وغیرہ میں مندرج ہے کہ کرامات الاولیاء حق،، قال اللہ تعالیٰ کلما دخل علیہا ذکریا المحراب وجد عندھا رزقاً قال یامریم انّی لکِ ھذا قالت ھو من عند اللہ۔ یعنے جبکہ بی بی مریم کے پاس ذکریا آتے تہا نے نزدیک

اونکے رزق یعنے میوہ (بے موسم) کہا ذکریا نے اے مریم کہاں سے ملا تمکو یہ میوہ کہا بی بی مریم نے کہ وہ اللہ کے نزدیک سے ہے "قال الذی عندہ علم من الکتاب انا اٰتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک" یعنے کہا آصف بن برخیا وزیر سلیمان علیہ السلام نے کہ ان کے نزدیک علم تھا کتاب آسمانی کا کہ میں لا دیتا ہوں تخت بلقیس کو تمہارے پاس اول اس سے کہ پھرے آنکھہ آپکی۔

زیارت قبور، استعانت، ایصال ثواب عرس

خاکسار کو اس جگہ یہی بہتر معلوم ہوتا ہے کہ زیارت قبور وغیرہ کے بارے میں چند مسائل مولانا شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فتاوی سے جو در رسالہ مقامات الاولیا میں درج ہیں نقل کر کے اوسکا اردو ترجمہ ہدیہ ناظرین کروں

انسان را بعد موت ادراک باقی میماند برین معنی شرع شریف وقواعد فلسفی اجتماع دارند اما در شرع شریف پس عذاب قبر وتنعم قبر بتواتر ثابت است وتفصیل آں دفتر طویل میخواہد در کتاب شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور کہ تصنیف شیخ جلال الدین سیوطی است ودیگر کتب حدیث باید دید ودر کتب کلامیہ اثبات عذاب قبر می نمایند حتی کہ بعض

انسان کو مرنیکے بعد بھی ادراک رہتا ہے اور یہ مسئلہ متفقہ شرع وفلسفہ ہے شرع شریف میں عذاب قبر وراحت قبر تواتر کے ساتھہ ثابت ہے جسکی تفصیل موجب طوالت ہے، کتاب شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور مصنفہ شیخ جلال الدین سیوطی اور دوسری حدیثوں اور علم کلام کی کتابوں میں عذاب قبر کا ثبوت درج ہے حتی کہ بعض

اہل کلام منکر آنرا کافر میدانند وعذاب
وتنعیم بغیر ادراک وشعور
نمی تواند شد ونیز در احادیث صحیحہ
مشہورہ درباب زیارت قبور
وسلام بر موتی وہم کلامی بانہا کہ
انتم سلفنا ونحن بالاثر وانا
انشاء اللہ بکم لاحقون ثابت است
ودر بخاری ومسلم موجود است کہ آنحضرت
صلعم باشہدائے بدر خطاب فرمودند
ھل وجدتم ما وعد ربکم حقا مردم
عرض کروند یا رسول اللہ صلعم اتکلم
من اجساد لیس فیہا روح
فرمودند- ما انتم باسمع منہم ولکنہم
لا یجیبون ،، در قرآن مجید ثابت
است ولا تقولوا لمن یقتل فی
سبیل اللہ امواتا بل احیاء
عند ربھم یرزقون
فرحین بما اتٰھم اللہ
من فضلہ-

اہل کلام عذاب قبر کے منکر کو کافر جانتے ہیں
اور عذاب قبر وراحت قبر بغیر شعور اور
ادراک نہیں ہوسکتا، احادیث صحیح
مشہورہ بھی بارے میں زیارت کرنے قبور کے
اور موتی پر سلام کرنے اور انکے ساتھ ہم
کلامی اس طریقہ پر کہ تم لوگ ہم سے اول روانہ ہوئے ہو
اور ہم تمہارے بعد پہونچنے والے ہیں کہ انکی ثابت ہے
اور بخاری ومسلم میں موجود ہے کہ آنحضرت
صلعم شہدائے بدر سے خطاب فرمائے
کیا پایا تم نے تحقیق جو کہ وعدہ کیا تھا تمہارے رب نے
لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم کلام
فرماتے ہیں آپ ایسی لاشوں سے کہ انمیں روح
نہیں ہے فرمائے نہیں ہو تم سننے والے زیادہ انسے
لیکن وہ جواب نہیں دیتے قرآن مجید میں بھی
آیا ہے نہ کہو ان لوگوں کو کہ قتل کئے گئے
اللہ کی راہ میں کہ وہ مردے ہیں بلکہ وہ
زندہ ہیں نزدیک اللہ تعالیٰ کے رزق دے
جاتے ہیں اور خوش ہیں ساتھ اس چیز کے کہ
دیا ہے انکو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے

بلکہ از احوال پس آیندگاں خود ہم خوشی
وبشارت ثابت است، ویستبشرون
بالذین لم یلحقوا بہم من خلفہم
الاخوف علیہم ولاہم یحزنون
بالجملہ انکار شعور وادراک اموات اگر کفر
نباشد اور الحاد بودن او شبہ نیست
واما قواعد فلسفیہ پس بقاء روح بعد از
مفارقت بدن وبقاء شعور وادراک
ولذت روحانی مجمع علیہ فلاسفہ است
الاجالینوس ولہذا اورا درفلاسفہ نشمردہ اند
پس ظاہر است کہ بدن دائما در تحلیل است
وروح در شعور وادراک دائما در ترقی است
مفارقت بدن درسلب ادراک وشعور
او چہ قسم تاثیر تواند کرد۔

س۔ از انبیاء واولیاء کرام وشہداء و
صلحاء عالیمقام بعد وفات شاں استمداد بایں
طور کہ یا فلاں از حق تبارک وتعالیٰ حاجت
مرا بخواہ وشفیع من شو ودعائے من بخواہ
درست است یانہ۔

بلکہ اپنے بعد آنے والوں کے حالات پر خوشی
اور بشارت ثابت ہے (خوش ہوتے ہیں
ساتھ ان لوگوں کے جو کہ نہ ملے ہیں انسے
کہ نہ خوف ہے اُن پر اور نہ وہ غمگین ہونگے)
الغرض اگر شعور وادراک اموات کفر
نہیں تو الحاد ہونے میں کچھ شبہ نہیں
بقاء روح وشعور وادراک ولذت روحانی
بدن سے جدا ہونیکے بعد بھی فلسفیوں کا
مسلمہ ہے مگر جالینوس کو اتفاق نہیں ہے
اس لئے وہ زمرہ فلاسفہ سے خارج مانا گیا ہے
ظاہر ہے کہ بدن ہمیشہ گھٹتا رہتا ہے اور
روح وشعور وادراک دائم ترقی میں ہے
پس جدا ہونے سے بدن کی روح کا ادراک وشعور
کیونکر سلب ہوسکتا ہے۔

س۔ انبیاء علیہم السلام واولیائے
وشہداء وصلحاء عالیمقام سے بعد اونکی انتقال
کی اس طریقہ سے مدد چاہنا کہ اے فلاں بزرگ
اللہ تعالیٰ سے میری حاجت چاہو اور میرے شفیع بنو
اور میرے لئے دعا کرو جائز ہے یا نہیں۔

ج استمداد از اموات خواہ نزدیک
قبور باشد یا غائبانہ بی شبہ بدعت است
در زمان صحابہ و تابعین نبود لیکن اختلاف است
دران کہ بدعت سیئہ است یا حسنہ و
نیز حکم مختلف میشود باختلاف طرق
استمداد و اگر استمداد باین طریق است کہ در سوال
مذکور پس ظاہر جواز است زیرا کہ درین
صورت شرک نمی آید مانند استمداد
از صلحا بہ بدعا و التجا در حال حیات
و اگر بنوع دیگر است پس حکم آن موافق
آن خواہد بود،، و در حدیث برای
روا شدن حاجت این قدر آمده است
عن عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالی عنہ
قال ان رجلا ضریرا لبصر اتی
النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال
ادع اللہ ان یعافینی فقال
ان شئت دعوت وان شئت
صبرت فھو خیر لک قال فادعہ
قال فامرہ ان یتوضأ فیحسن

ج اموات سے مدد چاہنا خواہ وہ نزدیک
ہوں کہ دور بدعت ضرور ہے -
صحابہ اور تابعین کے زمانہ میں یہ طریقہ نہ تھا لیکن
اختلاف ہوا اس میں کہ یہ بدعت حسنہ ہے یا سیئہ
اور علاوہ برین حکم بھی مختلف ہوتا ہے بسبب مدد
چاہنے کے طریقوں سے (یعنی درست الفاظ سے) اس
جس طرح کا اوپر سوال ہے وہ ظاہرا جائز ہے
کیونکہ اس صورت میں شرک نہیں لازم آتا مثل
مدد طلب کرنے صلحا کی دعا و التجا سے عالم حیات
میں اور اگر دوسرے طریقے پر ہو تو حکم اسکا موافق
اسی کے ہوگا،، حدیث شریف میں واسطے
بر آنے حاجت کے اس قدر آیا ہے -
عثمان بن حنیف سے روایت ہے کہ
کہا بے شک آیا ایک مرد نابینا نزدیک
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پس عرض کی
کہ دعا کیجیے اللہ تعالے سے کہ عافیت دے
مجھو فرمایا حضرت نے اگر چاہو۔ دعا
کروں میں اور اگر صبر کرو بہتر ہے پھر عرض کی
دعا کیجیے پس فرمایا حضرت نے وضو کرو

الوضوء ویدعو بهذا الدعاء
اللهم انی اسئلک و اتوجه
الیک بنبیک محمد
نبی الرحمة یا محمد انی
توجهت بک الی ربی
لیقضی لی حاجتی هذه اللهم
فشفعه فی (رواه الترمذی)

س۔ کسے صاحب باطن یا صاحب
کشف بر قبور الیشاں مراقب شده
چیزے ز باطن اخذ می تواند نمود
یا نه۔

ج۔ میتواند نمود

س۔ بر قبر آبپاشی کردن و گل و
خوشبو نهادن درست است یا نه
و ازاں سرور میت را رسد یا نه

ج۔ آب پاشی کردن بر قبور بعد از
دفن آمده است لیکن بعد از طول
مدت نیامده اما اگر قبر خام باشد برائے
استحکام آں یا پاک کردن قبر از نجاست

پس اچھا وضو کرکے یہ دعا کیا کہ آلہی
بیشک سوال کرتا ہوں میں تجھسے اور متوجہ
ہوتا ہوں میں طرف تیری بواسطے نبی تیری صلعم کی
جو نبی رحمۃ للعالمین ہیں اے محمد بیشک میں متوجہ
ہوتا ہوں بوسیلہ آپ کی طرف اپنے ربکے تاکہ
پوری کردے میری یہ حاجت یا آلہی پس شفیع
بنادے نبی کو میرے کام میں۔

س۔ کوئی صاحب باطن یا صاحب
کشف اولیاء اللہ کی قبور پر مراقب ہوکر
کوئی چیز باطن سے اُنکے اخذ کرسکتا ہے
یا نہیں۔

ج۔ کرسکتا ہے

س۔ قبر پر چھڑکاؤ پانی کا اور پھول
یا دوسری خوشبودار چیزوں کا رکھنا درست ہے
یا نہیں اور اُس سے میت کو سرور ہوتا ہے یا نہیں

ج۔ دفن کے بعد قبروں پر پانی کا چھڑکاؤ
کرنا آیا ہے۔ لیکن بعد از مدت طویل
نہیں دیکھا گیا لیکن اگر قبر کچی ہو تو واسطے
مضبوطی کے یا اگر پرندوں یا چرندوں کی نجاست

جانوراں چرندہ و پرندہ باشد مضائقہ
ندارد و الا بدعت است و نہادن
خوشبو و گل ماخوذ ازانست کہ کفن میت
را بہ خوشبو و کافور و دیگر چیزہا ازیں
جنس مثل حنوط یعنے ارگجہ آمدہ است
و حال آنکہ میت در قبر است و ایں چیزہا
بر قبر می نہند تا مشابہت بمیت
تازہ بہم رسد محتمل ست کہ ازیں نہادن
خوشبو سرور بمیت میرسد زیرا کہ دریں
حالت روح بسیار متلذذ
باستعمال خوشبو می شود و روح باقی است
ہرچند آلہ وصول خوشبو بروح در حالت
زندگی کہ قوت شامہ است مفقود
است اما قیاساً لذات کہ بمیت
را میرسد بعد موت از روے
شرع شریف ثابت است یعنے
لذت ہاے آں عالم کہ در احادیث
صحیحہ آمدہ است فیاتیہ من
روحھا و طیبھا ۔

کسے پاک کرنے کو دہوئیں تو مضائقہ
نہیں ور نہ بدعت ہے اور رکھنا
خوشبو اور پھول کا نکالا گیا ہے اس سے
کہ میت کے کفن کو خوشبو اور کافور اور دوسرے
چیزوں سے مثل ارگچہ وغیرہ کے آیا ہے
حالانکہ میت قبر میں ہے اور یہ اشیار
قبر پر رکھے جاتے ہیں تاکہ مشابہت
تازہ میت کیساتھ ہو غالب گمان ہے کہ
اس خوشبو کی رکھنے سے میت کو سرور حاصل
ہوتا ہو کیونکہ اس حالت میں روح
نہایت لذت لینے والی استعمال خوشبو سے
ہوتی ہے اور روح باقی ہے اگرچہ کہ (ناک) روح کو
خوشبو پہونچانیکا آلہ عالم حیات میں جو قوت
شامہ ہے گم نے ہے لیکن قیاساً اون
لذتوں پر جو میت کو حاصل ہوتے ہیں
شرع شریف سے ثابت ہیں یعنے
اوس عالم کے لذتیں جو احادیث
صحیحہ میں آئے ہیں (پس آتی ہے اوسکو
روائح سے جنت کی اور خوشبو جنت کی)

و در حق شہدا در قرآن مجید وارد است
یرزقون فرحین اثبات میتواند نمود

س تعین و تقرر یک روز بعد سالے
بنا بر زیارت قبور بزرگان جائز است
یا نہ۔

ج رفتن بر قبور بعد سالے یک
روز معین کردہ سہ صورت است
اول آنکہ یک روز معین نمودہ
یک شخص یا دو شخص بغیر ہیئت
اجتماعیہ مردمان کثیر بر قبور محض بنا بر
زیارت و استغفار روند این قدر از
روے روایات ثابت است
و در تفسیر درمنثور نقل نمودہ کہ ہر سال
آنحضرت صلعم بر مقابر می رفتند و
دعا برائے مغفرت اہل قبور می نمودند
این قدر ثابت و مستحب است دوم
آنکہ بہیئت اجتماعیہ مردمان کثیر جمع
شوند و ختم کلام اللہ کنند و فاتحہ بر شیرینی
یا طعام نمودہ تقسیم درمیان حاضران نمایند

اور دربارہ شہدا قرآن شریف میں وارد ہے
رزق دی جاتی ہیں اور خوش ہیں) اثبات کر سکتی ہیں

س تعین کرنا اور مقرر کرنا ایک دن
سال میں واسطے زیارت قبور بزرگان
دین کے جائز ہے یا نہیں

ج - سال میں ایک دن مقرر
کر کے زیارت کرنے کی تین طریقہ ہیں
اول وہ کہ ایک روز مقرر کر کے
ایک یا دو شخص بغیر ہیئت اجتماعیہ
مردماں کثیر کے قبور پر محض زیارت
و استغفار کے لیئے جائیں یہ طریقہ تو
روایات سے ثابت ہے،، اور درمنثور
میں لکھا ہے کہ ہر سال آنحضرت صلعم
مقبروں پر جاتے اور دعائے مغفرت
اہل قبور کے لیئے کرتے تھے، اس
قدر ثابت و مستحب ہے دوم یہ کہ
بہت سے لوگ ملکر ختم کلام اللہ
کریں اور شیرینی یا کھانے وغیرہ
پر فاتحہ دیکر تماموں کو تقسیم کریں

این قسم معمول در زمان پیغمبر خدا
وخلفاے راشدین نبود اگر کسے این
طور کند باک نیست زیراکه درین قسم
قبح نیست بلکه فائده احیا و اموات
را حاصل می شود۔ سوم طور جمع شدن
بر قبور این است که مردمان یک روز
معین نموده ولباس ہائے فاخره و
نفیس پوشیده مثل روز عید شادمان
شده بر قبرہا جمع می شوند و رقص و
مزامیر و دیگر بدعات ممنوعه مثل سجود و
طواف کردن قبور می نمایند این قسم
حرام و ممنوع است بلکه بعضے بحد کفر
میرسند وہمین ست محمل این دو حدیث
لا تجعلوا قبری عیداً چنانچه در
مشکوٰة موجود است و اللهم لا تجعل
قبری وثناً یعبد این ہم در مشکوٰة
است ایضاً استعانت بارواح
درین امت بسیار بوقوع آمده
و آنچه جہال و عوام اینہا می کنند

جیساکہ رائج ہے سرکار عالم اور خلفاے
راشدین کے زمانہ میں نہ تھا اگر کوئی اسطرح
پر کرے تو خوف نہیں کیونکہ اسمیں
کوئی قباحت نہیں ہے بلکہ زندوں اور
مردوںکا فائدہ ہے سوم قبور پر جمع ہونیکا
طریقہ یہ ہے کہ ایک دن مقرر کرکے لوگ
عمدہ اوعلیٰ لباس پہنکر مثل عید
کے دن کے خوش خوش قبروں
پر جمع ہوں۔ اور رقص اور مزامیر
و دیگر بدعات ممنوعہ مثل سجود کے
اور قبور کے اطراف گھومنے کے
حرام اور منع ہے بلکہ حد کفر تک
پہونچتا ہے اور اسکی برائی ان دو حدیثوں
سے ثابت ہے (میری قبر پر عید نہ مناؤ) چنانچہ
مشکوٰة میں موجود ہے (الٰہی میری قبر کو پرستش گاہ
مت بنا) یہ بھی مشکوٰة میں ہے
اس امت میں روح سے مدد کا طلب
کرنا بہت سے مرتبہ ظاہر ہوا ہے
اور جو کچھ جاہل اور عام لوگ ولیوںکو

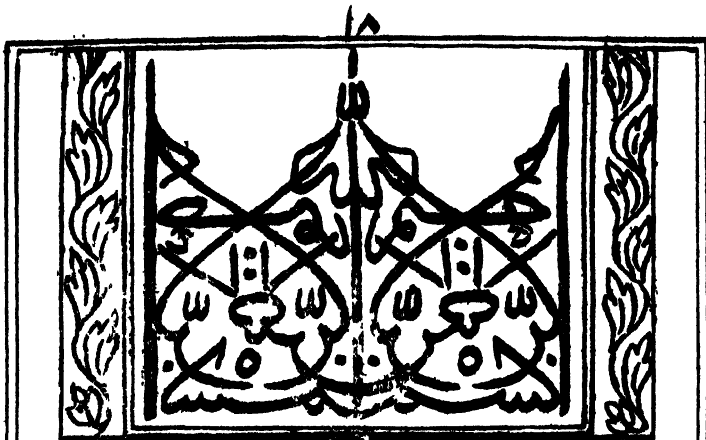
ایشاں را در ہر عمل مستقل دانستہ اند
بلاشبہ شرک جلی ست و نذر اولیا
کہ برائے قضائے حوائج معمولی و
مرسوم است اکثر فقہا بحقیقت آنہا
پے نبردہ اند و آنرا بر نذر خدا قیاس
کردہ حکم بروت برآوردہ اند اگر نذر
بالاستقلال برائے آں ولی ست
باطل و اگر برائے خدا است و ذکر ولی
برائے بیان مصرف ست صحیح است
لیکن حقیقت ایں نذر آنست کہ اہدای
ثواب طعام و انفاق و بذل مال بروح میت
کہ امر مسنون و از روئے احادیث
صحیحہ ثابت است کما ورد فی الصحیحین
من حال ام سعد وغیرہ ایں نذر مستلزم
میشود پس حاصل ایں نذر آنست کہ
آں تسبیب مثلاً ہذا ثواب ہذا القدر
الی روح فلاں و ذکر ولی برائے تعیین
محل مصرف درست نہ برائے مصرف،
و مصرف ایں نذر نزد ایشاں منتسبان

ہر عمل میں مستقل جانتے ہیں بیشک
ظاہر شرک ہے، اور قضائے
حوائج کے لیئے اولیا اللہ کی منت
کرنے کا طریقہ جو رائج ہے اکثر فقہا اس کی
حقیقت کو نہ جانکر نذر خدا پر قیاس
کیئے ہیں اور اس کے رو میں حکم نکالے
ہیں اگر نذر واسطے ولی کے مستقل طور پر ہے
تو باطل ہے اور اگر اللہ کے لیئے ہے اور ذکر
ولی کا واسطے بیان مصرف کے ہی تو صحیح ہے
لیکن حقیقت اس نذر کی یہ ہے کہ تحفہ
پہونچانا کہانے کے ثواب کا اور روپیہ دینا
اور ایثار کرنا مال کا روح میت پر جو مسنون
امر ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے جیسا کہ
صحیحین میں وارد ہوا حال میں ام سعد وغیرہ
کی، یہ نذر مستلزم ہوتی ہے پس حاصل اس نذر
کا وہ ہے کہ وہ نسبت مثلاً اس چیز کا ثواب
باقدر فلاں کی روح کو، اور ذکر ولی کا
واسطے مقرر کرنے محل نذر کرنے والے کی ہے نہ واسطے
مصرف کے اور مصرف اس نذر کا نزدیک ان

آں ولی می یا غیر از اقارب وخدمہ وہم
طریقان وامثال ذالک وہمیں ست مقصود
نذر کنندگاں بلاشبہ وحکمش صحیح وجب
الوفا لانہ قربۃ معتبرۃ فی الشرع
اگر آں ولی را حلال مشکلات
بالاستقلال یا شفیع غالب اعتقاد میکنند
ایں عقیدہ منجر بشرک وفساد میگردد لیکن
ایں عقیدہ چیزے دیگر است ونذر
چیزے دیگر انتہی ،،

لوگوں کو اُس ولی کے متوسل لوگ یا اقارب اور
خادمین وہم طریقان وغیرہ ہوتے ہیں اور یوں ہی
ہے مقصود نذر کرنے والوں کا لاریب ، حکم اوسکا
یہ ہے کہ بیشک وہ نذر صحیح ہے واجب ہے ادا
کرنا اسکا اسواسطے کہ وہ عبادت ہے جو معتبر ہے
شرع شریف میں) اگر اس ولی کو بالذات مشکلات
کی کھولنے والا یا شفیع بالاستقلال جانے تو یہ
اعتقاد شرک کی طرف مائل یا پہنچا گیا ہے
اور لیکن یہ عقیدہ ایک دوسری چیز ہے
اور نذر دوسری بات ،،

الحمد للہ رب العلمین والصلواۃ والسلام علی سید المرسلین
وعلی الہ المتطہرین والصحابہ الراشدین والتابعین وتبع التابعین
والمشائخین والعلماء الذین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین



اسلام کا اوائل زمانہ تھا اگرچہ سردارِ دو عالم سرورِ کائنات مفخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کا بظاہر وصال ہو چکا تھا مگر آپ کے جانشین اپنی جان توڑ کوششوں سے تبلیغ اسلام کئے جا رہے تھے ابھی تک روم پر مسلمانوں کا قبضہ نہیں ہوا تھا۔ وہاں کا کافر وزیر دیوانِ عام کیا ہوا تھا اور عمائدین ملک اپنی اپنی ڈیوٹی ادا کر رہے تھے کہ ایک خوش رو جوان نہایت تکلف لباس پہنا ہوا تجارت پیشہ حاضرِ دربار ہو کر مودبانہ آداب بجا لایا وزیر نے نہایت تلطف آمیز الفاظ میں جوان تاجر کی طرف متوجہ ہوا جوان نے کچھ جواہر بیش بہا پیشکش کیا جس کو وزیر نے قبول کر کے جوان تاجر کو خلعت فاخرہ سے مفتخر فرمایا۔

جوان تاجر علاوہ حسن وجمال کے علم مجلس و آداب محفل میں یگانہ روزگار تھا اس کی فصیح و بلیغ گفتگو وزیر کو بھلی معلوم ہوئی وزیر نے اس کو دو چار روز خاص اپنا مہمان رکھا۔

ایک روز وزیر درباری لباس سے آراستہ ہوکر محل سے بارادہ تفریح برآمد ہوا سواری آستانہ پر حاضر تھی جوان تاجر کی یاد ہوئی جوان حاضر ہوا ہی تھا کہ ساتھ چلنے کا آرڈر دیا گیا۔ سواری منگوائی گئی بیچارہ کو چار و نا چار ساتھ ہونا ہی پڑا۔

شہر سے جانب شمال بیرون آبادی کسی قدر فاصلہ پر ایک بڑا سا خیمہ قیمتی جس کے رسّے ریشمی اور میخیں وغیرہ سونے کی تھیں نصب تھا یہ لوگ اس خیمہ کے قریب گئے ہی تھے کہ ایک دستہ فوج آلات حرب سے مزین اس خیمہ کے پاس آئی۔ اور کچھ کہتی ہوئی خیمہ کے اطراف گھوم کر چلی گئی۔ اس کے بعد کئی ایک بوڑھے آدمی آے جن سے بڑا دبدبہ ظاہر ہوتا تھا۔ انھوں نے بھی اوسی طرح کیا جیسا کہ پہلے والوں نے کیا تھا۔ بعد ازاں دو سو تیس کے قریب خوبصورت لونڈیاں زر و جواہر کے کشتیں سر پر لیے ہوئے آئیں۔ اور اوسی طرح ایک گشت لگا کر چلدیں بعد چار سو کے قریب حکما وغیرہ آے انہوں نے بھی ویسا ہی کیا مابعد قیصر اور وزیر دونوں خیمہ کے اندر گئے پھر باہر نکلے اور چلے گئے۔

بیچارہ جوان حیران تھا کہ یہ کیا ماجرا ہے اتنے میں وزیر آگیا تاجر سے رہا نہ گیا بڑھ کر وزیر سے پوچھا کہ یہ کیا راز ہے میں ہر چند غور و فکر کر رہا ہوں مگر کچھ بھی سمجھ میں نہیں آتا، وزیر نے کہا کہ قیصر کا ایک خوبصورت بیٹا تھا سب طرح کے علموں میں کامل اور جنگ کے میدان میں قابل۔ باپ اوس پہ ہزار دل سے عاشق تھا۔ وہ اچانک بیمار ہو گیا۔ دانا طبیبوں کو بلایا سب

اوس کے علاج سے عاجز ہو گئے۔ آخر کار وہ لڑکا مر گیا اور وہ اس خیمہ میں دفن کر دیا گیا۔ اس کے بعد سے ہر سال ایک دفعہ اُس کی زیارت کیواسطے آتے ہیں پہلے تو وہ سپاہ اس خیمہ کے گرد گھوم کر جاتے ہیں جس کو کہ تو نے دیکھا۔ وہ یہ کہتے ہوے گزر جاتے ہیں کہ اے شاہزادے جو حال تیرے پیش آیا ہے اگر جنگ کرنے سے دور ہو جاتا تو ہم سب تیرے پر جانوں کو فدا کر دیتے اور تجھکو واپس لیلیتے لیکن یہ واقعہ اس کی طرف سے ہوا ہے جس کے ساتھ کسی طرح جنگ نہیں کر سکتے۔ اس کے بعد حکیم اور دبیر لوگ آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے شاہزادے اگر دانائی اور حکمت وعقل سے ہم تیرے اس واقعہ کو دفع کر سکتے تو کر دیتے بعد ازاں باعزت بزرگ لوگ آکر کہتے ہیں کہ اے امیر زادے اگر شفاعت اور عاجزی سے ہم تیرے اس حال کو دور کر سکتے تو کر دیتے لیکن یہ حال اس کی طرف سے ہے جس کے سامنے اس معاملہ میں سفارش اور عاجزی کام نہیں آتی من بعد لونڈیاں زر وجواہر کے طبقیں لئے ہوے آکر کہتی ہیں کہ اے ہمارے صاحب اگر مال وجمال سے ہم تجھکو خرید سکتیں تو اپنے آپ کو تیرے پر فدا کر دینیں۔ مگر یہ حال اس کی طرف سے ہے جس کے سامنے نہ مال کی قدر ہے نہ جمال کی۔ مابعد قیصر وزیر کے ساتھ خیمہ میں جا کر کہتا ہے کہ اے باپ کی جان باپ کے ہاتھ میں کچھ نہیں تیرے واسطے لشکر لایا ہوں۔ حکیموں اور دبیروں سے سفارش کرایا ہوں۔ مال لایا ہوں صاحب جمال ساتھ ہیں اگر ان تدبیروں سے تیرا یہ حادثہ دور ہو سکتا تو ان سب کو تیرے کام میں صرف کرتا۔ لیکن اس حادثہ کا نازل کرنا اس شخص کے ہاتھ ہے کہ جس کے قبضہ قدرت میں سارا جہاں ہے۔ اب

دوسرے سال تک ہمارا تیرے پر سلام ہو۔

جب وزیر نے یہ سارا ماجرا جوان تاجر کو کہہ سنایا جوان کا دل دنیا سے سرد ہو گیا بے اختیار آنکھوں سے آنسوں جاری ہو گئے۔ قریب تھا کہ بیہوش ہو کر دہم سا زمین پر گر پڑتا۔ نہایت استقلال سے اپنے آپ کو سنبھال کر میزبان کے گھر آیا اور رخصت ہو کر راست اپنے وطن (بصرہ) کو پہونچا ایک لخت تجارت وغیرہ ترک کرکے گوشہ نشینی اختیار کر لیا۔ عبادات مجاہدات میں مشغول و مصروف ہو گیا اس کو اس وقت ایک دنیا حسن لولوی کہا کرتی تھی اب وہ خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنکر آفتاب عالم تاب کیطرح سارے جہان کو اپنے نور کی شعاع سے منور کر رہے ہیں۔

آپکی ولادت باسعادت

بمقام مدینہ منورہ زاد اللہ شرفہا و تعظیمہا۔ سنہ ۹ھ[1] میں آپ نے اپنے نورانی جسم مبارک میں جامہ ہستی پہنا۔ ہر چند جستجو کی گئی مگر کہیں بھی تاریخ و روز میلاد کا پتہ نہ چلا اس لئے صرف سنہ اور مقام ولادت پر اکتفا کیا جاتا ہے

آپ کا نام مبارک

جب آپ پیدا ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لائے گئے

[1] سنہ ۲۱ھ اکثر تذکروں میں بتایا گیا ہے مگر حضرت فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر سے سنہ ۹ھ ہونا چاہیے اس لئے آپ کا بیان ہے کہ حضرت خواجہؒ نے سرکار عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں انگتے تھے

آپ نے فرمایا سَمُّوهُ حسنا فانه حسن الوجه یعنے ان کا نام حسن رکھو کیونکہ یہ خوبصورت ہیں - اس لئے "حسن" نام رکھا گیا - آپ کی کنیت بعضوں نے ابو محمد اور بعضوں نے ابو سعید بتلایا ہے -

آپ کا نسب اور وطن اصلی

محرر نسب نے ہر چند آپ کے نسب کے متعلق باوجود نہایت کم فرصتی کے بھی بہت سے کتابیں الٹ دیا مگر کہیں بھی بجز اس کے اور کچھ نہ معلوم ہو سکا کہ آپکی والدہ ماجدہ کا نام خیرہ[1] تھا جو حضرت ام المومنین ام سلمہ کے صاحبوں میں سے تھیں اور آپ کے والد کا نام موسیٰ راعی ابن خواجہ اویس قرنی تھا جو بصرہ کے رہنے والے تھے

آپ کی پرورش

حضرت اُمّ المومنین اُمّ سلمہؓ نے آپ کی پرورش اپنے ذمہ لے لی تھیں اور بیحد محبت کیا کرتی تھیں جس کے باعث آپ کے پستان میں دودھ تک پیدا ہو گیا تھا وہ دودھ آپ نے انہیں پلایا ہے ہمیشہ ان کے حق میں دعائے خیر کیا کرتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ یا اللہ حسن کو لوگوں کا پیشوا بنا - اسیطرح سرکار عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی آپ کے حق میں دعاے خیر فرمایا ہے - اور آپ کو اپنے مبارک آغوش میں لیا ہے اُس زمانہ میں جبکہ حسن نے کچھ گھٹنوں کے بل چلنا شروع کیا تھا -

بقیہ نوٹ صفحہ (۲۱) چنانچہ حضور انور کی صراحی سے پانی پیا ہے چونکہ سرکار عالم صلعم کی وفات سلہ میں ہوئی تو لازم ہے کہ آپ کا سال ولادت بھی سنہ میں ہو (۱۲) [1] طبقات حسامیہ میں نام آپکی والدہ کا سیار لکھا ہے

آنحضرت صلعم کے کوزہ سے تھوڑا سا پانی پی لیا تھا۔ حضور انور نے باہر سے آکر دریافت فرمایا کہ اس کوزہ سے کس نے پانی پیا۔ اُمّ المومنین نے فرمایا کہ حسن نے آپ نے فرمایا کہ جس قدر یہ اس کوزہ سے پانی پیے گا اُسی قدر میرا علم اس میں جو سیگا۔

آپ کی بیعت

آپ کو حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے بیعت و خلافت ہے مولا علی نے خلافت میں آپ کو وہ خرقہ عطا فرمایا تھا جو سرکار عالم کو معراج کی شب جناب باری سے ملا تھا۔ اور حضور انور نے حضرت مولا علی کو مرحمت فرمایا تھا۔

بعضوں نے لکھا ہے کہ حضرت علی سے آپ کی ملاقات ہی ثابت نہیں یہ قول محض پوچ اور بالکل غلط ہے چنانچہ اس بارہ میں حضرت فخر المشائخ مولانا فخر الملت والدین چشتی دہلوی کا نایاب رسالہ موسوم بہ فخر الحسن جو طبع ہوچکا ہی کافی دلیل ہے۔

آپ کی تعلیم

آپ نے جو کچھ علم سیکھا حضرت امام حسن علیہ السلام سے سیکھا علم دین کے آپ زبردست عالم و فاضل تھے۔ اگر آپ کو علم کا کعبہ اور عمل کا قبلہ کہیں تو بجا ہے محدثین نے آپ کو ثقہ مانا ہے آپکی بیان کردہ احادیث صحیح مانی گئی ہیں صحاح ستہ میں بکثرت احادیث آپ سے مروی ہیں۔ آپ نے اکثر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ سے حدیث بیان کی ہے جس کا پتہ آپ ہی کے اقوال سے چلتا ہے۔ کہ آپ نے کسی خاص غرض سے بیچ کا واسطہ

(حضرت علی کا نام) اُڑا دیا۔

ایک دفعہ بصرہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے، ۱تین دن قیام فرمایا واعظوں کو وعظ سے روک دینا کا حکم دیا آپ حضرت خواجہؒ کے پاس بھی ایسے وقت تشریف لائے جبکہ وہ وعظ فرما رہے تھے آپ نے دریافت فرمایا حسن تم عالم ہو یا متعلم خواجہ نے عرض کیا کہ میں کچھ بھی نہیں۔ صرف مجھے سرکار عالم کا جتنا کلام پہونچا ہے اوتنا بیان کر دیتا ہوں۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ یہ جوان شایستہ کلام ہے۔ اور چلتے ہوئے خواجہ بھی ممبر سے اوتر کر پیچھے ہو لئے اور عرض کئے کہ یا حضرت مجھے تیمماً وضو سکھلائے حضرت نے طشت منگوا کر وضو سکھلایا چنانچہ آج تک۔ وہ جگہ باب الطشت مشہور ہے۔

آپ کا وعظ

آپ ہفتہ میں ایک دو مرتبہ ممبر پر چڑھ کر نہایت پر زور وعظ فرمایا کرتے تھے اکثر آپ کے وعظ میں رابعہ بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی شریک ہوا کرتی تھیں آپ کے آنے سے خواجہ نہبت خوش ہوتے تھے اگر اتفاق سے کسی روز آپ نہ آتیں تو وعظ موقوف فرما دیتے۔ جب کسی موقع پر خواجہؒ گرم ہو جاتے تو اوس وقت رابعہ کی طرف دیکھ کر فرماتے ھذا من حمزات قلبك یا سیدة یعنے اے سردار فی بی بی یہ گرمی تیرے دل کی گرمی کے باعث ہے۔

آپ سے کسی نے پوچھا اے خواجہ اتنے لوگ جو تمہارے وعظ میں آیا کرتے ہیں اس سے تم کو بھی خوشی ہوتی ہے آپ نے فرمایا نہیں مگر اُس وقت جبکہ کوئی دل جلا آتا ہے۔

آپ کے ریاضات

ریاضت ومجاہدہ میں آپ کا ہمسر بوقت تمام اک آدہ ملے توشاید ملے ورنہ ناممکن ہے آپ کا وضو ستر سال کے عرصہ تک بجز جائے ضرورت کے نہ ٹوٹا ہمیشہ آپ گوشہ نشین رہے گاہے ماہے اپنے معاصرین سے للہی صحبت بھی رکھا کرتے آپ ہمیشہ والضحکو قلیلا ویبکو کثیرا پر عمل کیا کرتے آپ کو کسی نے ہنستا ہوا نہیں دیکھا۔ آپ کے رونے کی یہ حالت تھی کہ ایک مرتبہ آپ مکان کے چھت پر تشریف رکھتے تھے وہاں آپ پر اس قدر گریہ غالب ہوا کہ پانی کی گزرگاہوں سے آنسوؤں کا پانی جاری ہو پڑا نیچے سے رابعہ بصری گزر رہی تہیں اون پہ گرا اُنہوں نے پکار کر پوچھا کہ یہ پانی پاک ہے یا نہیں حسن نے جواب دیا کہ اس کو دھو ڈالو کیونکہ یہ گنہگار کے آنکھوں کا پانی ہے رابعہ بصری نے جواب دیا کہ اے حسن اس پانی کو تو اپنے آپ میں اتنا ضبط کر کہ خود دریا بنجائے۔ آپ عموماً ہفتہ ہفتہ تک روزہ رکھتے تھے ساتویں روز افطار فرمایا کرتے تھے ایک مرتبہ آپ نے خادم سے فرمایا کہ آج افطار کا دن ہے روٹی اور مچھلی کے کباب خرید لا جب لائے گئے تو آپ نے فرمایا کہ فقیر و نکو ایسے لذیذ کہانوں سے کیا تعلق و سروکار ہے خادم نے عرض کیا کہ غلام نے تعمیل حکم کیلئے یہ جواب پاکر آپ نے سر گریبان میں ڈال دیا اور کہا کہ یا آلہ العالمین مجھسے بڑی خطا ہوئی کہ نعمت دنیوی کا خیال کیا اے میرے ارحم الراحمین حسن کی خطا سے درگزر اور اس کی پاداش میں اُس کا نام فقیروں کے دفتر سے محو نفرما۔ ندا آئی اے حسن ہم نے تیری خطا معاف کی لیکن اس پر غرہ نکرنا۔ ہم کو انکساری پسند ہے اور ہمارے پاس اس کی قدر ہے

اور ایک دفعہ آپ کسی جنازہ کے ساتھ قبرستان تشریف لیگئے اور بعد دفن اتنا روئے کہ وہاں کی مٹی تر بتر ہو گئی۔ اوس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اے لوگو اول و آخر لحد ہی ہے دنیا کا آخر گور ہے اور آخرت کا اول بھی گور ہے۔ القبر منزلٌ من منازل الاخرۃ یعنے قبر آخرت کی منزلوں میں سے ایک منزل ہے۔ اس جہان پر کیا فخر کرتے ہو جس کا آخر یہ ہے اور اس جہان سے کیوں نہیں ڈرتے ہو جس کا اول یہ ہے جب تمہارا اول و آخر یہ ہے تو اے غافلو اول و آخر کا کام کرو۔ جو لوگ حاضر تھے وہ اس قدر روئے کہ سب ایک رنگ ہو گئے۔

اور ایک دفعہ لڑکپن میں آپ سے کچھ گناہ سرزد ہو گیا تھا جس وقت آپ کوئی نیا پیرہن اپنے لئے سیتے تو اُس کے گریبان پر وہ گناہ لکھہ دیتے اور اتنا روتے کہ بیہوش ہو جاتے۔

جہاں کہیں کہ آپ تشریف رکہتے۔ ایسا معلوم ہوتا کہ جلاد کے روبرو بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایک دن آپ نے ایک مرد کو دیکھا کہ رو رہا تھا اوس سے پوچھا کہ تو کیوں روتا ہے۔ اوس نے جواب دیا کہ میں ایک دن محمد قرطوی کی مجلس میں تھا اُنھوں نے بیان کیا ہے کہ مومنوں میں ایک مرد ایسا ہوگا کہ وہ گناہوں کی شامت کے سبب سے ہزار سال دوزخ میں رہیگا۔ آپ نے سُن کر فرمایا کاش وہ حسن ہی ہوتا۔ کیونکہ ہزار سال کے بعد تو دوزخ سے نکال لیتے۔

آپ ایک روز اس حدیث شریف کو پڑھ رہے تھے۔ اٰخر ما یخرج من النار یقال لہ ہناد آخر کار اسی سال کے بعد جو آدمی اس اُمت کا دوزخ سے باہر آئیگا وہ ہناد ہوگا آپ نے فرمایا کاش وہ آدمی حسن ہی ہوتا۔

آپ کا عبرت لینا

آپ نے فرمایا کہ ان چار آدمیوں کی باتوں سے مجھکو نہایت عبرت ہوئی ایک
تو لڑکا دوسرا مست تیسرا ہیجڑا چوتھی عورت۔ آپ سے کسی نے پوچھا کہ کیونکر
آپ نے کہا کہ ایک دن میں نے ایک مخنث کا جامہ اتار لیا تھا اوس نے کہا ہمارے
حال کا جاننے والا خواجہ ابھی پیدا نہیں ہوا تو میرے کپڑے نہ اتار کیونکہ دوسرے
حال میں کاموں کی نسبت خدا جانتا ہے کہ میں کیسی ہوں۔ اور میں نے ایک
مست کو دیکھا جو کیچڑ میں گرتے پڑتے جا رہا تھا۔ میں نے اوس کو کہا اپنے
قدم مضبوط رکھہ تاکہ تو گر نہ پڑے اوس نے جواب دیا کہ اس دعوی کے ہوتے
ہوئے تو اپنے قدم ثابت رکھہ اگر میں گر جاونگا تو مست ہوں۔ کیچڑ آلودہ ہو کر اٹھہ
کھڑا ہونگا اور اوسکو دہو لونگا اور یہ آسان کام ہے۔ لیکن تو اپنے گرنے سے
ڈرتا رہ۔ اور ایک لڑکا چراغ لیے جاتا تھا۔ میں نے اوس سے پوچھا کہ تو یہ
روشنی کہاں سے لایا ہے اوسی وقت چراغ پر ہوا چلی اور وہ گل ہوگیا۔ اوس کے
بعد اوس لڑکے نے کہا کہ اب تو بتلا کہ روشنائی کہاں جاتی رہی۔ تا میں بھی بتلاؤں
کہ کہاں سے لایا۔ اور ایک عورت کو میں نے دیکھا۔ جو سر اور منہ سے ننگی تھی۔
اور اوس کے دونو ہاتھہ بھی برہنہ میں نے اوس کو کہا کہ منہ اور ہاتھہ ڈھانپ لے
اوس نے جواب دیا کہ میں ایک مخلوق کی دوستی میں ایسی ہوگئی ہوں کہ میری عقل
جاتی رہی ہے اگر تو مجھکو خبر نہ دیتا تو میں اوسیطرح اوس کے عشق کے باعث
بازار میں چلی جاتی تھی۔ تو جو خالق کی دوستی کا دعوی کرتا ہے اس دعوے کے

ہوتے ہوئے اگر تو نے میرے مُنہ کو ہانپا ہوا نہیں دیکھا تو خیر۔

آپ سے لوگوں نے پوچھا کہ کبھی آپ خوش وقت بھی ہوئے ہیں آپ نے جواب دیا کہ ہاں ایک دن میں مکان کے اوپر تھا۔ سنا کہ ہمسایہ عورت اپنے شوہر کو یہ کہہ رہی تھی۔ کہ قریب پچاس برس کے ہوئے ہیں کہ میں تیرے گھر میں ہوں اگر کوئی چیز موجود ہو اور اگر نہ ہو میں ہر حال میں صبر کرتی ہوں گرمی اور سردی کی کوئی زیادہ چیز تجھسے نہیں مانگتی اور تیرے نام اور ناموس کو نگاہ رکھتی ہوں۔ اور کبھی کسی کے پاس تیرا گلہ نہیں کی لیکن اس بات پر راضی نہیں ہوں کہ تو میرے اوپر دوسری بیوی کرے اور اس قدر صبر کی تلخی اور تکلیف جو میں نے برداشت کی ہے وہ اسی سے کی ہے کہ میں تجھکو دیکھوں اور تو مجھکو اس واسطے نہیں کہ تو دوسری محبوبہ کو دیکھے۔ اگر آج کے دن تو دوسری معشوقہ کے طرف توجہ کرتا ہے تو یہ دیکھ میں تیری ملامت کیلیے مسلمانوں کے امام کا دامن پکڑتی ہوں۔ یہ سنکر میرا وقت خوش ہوا اور خوشی کے مارے میرے آنکھوں سے پانی نکل پڑا میں نے قرآن منگوایا۔ تاکہ اوس میں اس کی نظیر دیکھوں جب کھولا یہ آیت نکلی۔ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذالک لمن یشاء۔ یعنے تحقیق کہ اللہ نہ بخشیگا اوسکو جو کہ اس کیسے ساتھہ شرکت کرے اور بخشدیگا اون کے سوا جسکو کہ چاہے گا

آپ کا سماع اور حال

آپ کو سماع سے خاص دلی لگاؤ تھا مگر مزامیر کا سننا کسی کے بیان سے

ثابت نہیں۔ آپ رقص اور وجد نہیں کیا کرتے تھے بلکہ نعرا مارنا تک برا جانتے تھے
چنانچہ آپ کا ایک مرید جب قرآن شریف کی کوئی آیت سُن پاتا تو بے اختیار
اپنے آپ کو زمین پر دے مارتا تھا۔ آپ نے اوس کو فرمایا تو جو یہ کام کرتا ہی
اس کی طاقت ہے کہ نکرے۔ اگر نہیں ہے کہ اوس کو اپنی عمر کے معاملہ میں لگاتا
ہے۔ اور اگر تو اس کام کی طاقت نہیں رکھتا ہے تو اس کو نکرو نے ہم کو
بمقدار دس منزلوں کے اپنے پیچھے چھوڑ دیا ہے اس کے بعد فرمایا الصعقة
من الشیطان یعنے جو شخص نعرا مارتا ہے وہ اوس کا قصد کرنیوالا نہیں ہے
مگر یہ نعرا مارنا شیطان سے ہے۔

آپ کی دنیاداروں سی بے توجہی

ایک روز آپ مجلس لگائے ہوئے تھے۔ حجاج اپنے مسلح لشکر کیساتھ وہاں
آگیا۔ ایک بزرگ بھی اوس لشکر میں تھے حجاج نے اون سے کہا کہ میں آج حسن کا
امتحان لیتا ہوں۔ آپ نے حجاج کے طرف نگاہ تک نہ کی اوس بزرگ نے حجاج کیطرف
دیکھکر کہا کہ آخر حسن حسن ہی ہے جب مجلس تمام ہوئی تو حجاج حسن کے پاس گیا اور
اون کے ہاتھ کو چوما اور حاضرین سی کہا انظروا الی الرجل یعنے اگر تم چاہتے
ہو کہ مردی کو دیکھوں تو حسن میں دیکھو۔

آپ اپنے کو سب سے عاجز جانتے تھے

جبکہ بصرہ میں خشک سالی واقع ہوئی دو لاکھ آدمی نماز استسقا کیلئے شہر سے

باہر گئے اور وہاں ممبر رکھکر آپ سے مُصر ہوئے کہ ممبر پر چڑہیں اور دعا کریں۔
آپ نے کہا کہ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ مینہ برسے تو مجھکو بصرہ سے نکالدو۔

تادیب

کبھی ایسا نہ ہوا کہ آپ نے اپنے کو کسی سے بہتر جانا ہو۔ مگر ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ آپ دریا کے کنارہ تشریف لے گئے تھے اور وہاں ایک حبشی کو دیکھے کہ ایک عورت اوس کے ساتھ ہے اور شراب کا شیشہ آگے دھرا ہے اور پی رہا ہے آپ کے دل میں یہ خیال گزرا کہ یہ مرد مجھسے بہتر ہے اور پھر خیال آیا کہ یہ مرد مجھسے بہتر نہیں ہے کیونکہ عورت کے ساتھ شراب کا شیشہ لئے بیٹھا ہے اور پی رہا ہے اسی فکر میں تھے کہ بھاری بوجھ سے بھری ہوئی کشتی وہاں پہونچی اور چکر کہا کر ڈوب گئی جس میں ستر آدمی تھے وہ حبشی پانی میں گیا اور چھ آدمیونکو نکال لایا۔ اس کے بعد حسن کے جانب منہ کیا اور کہا کہ مین نے تو چھ آدمیونکو بچایا ہے اگر تو مجھسے بہتر ہے تو کم سے کم ایک ہی کو ہلاکت سے بچالے۔ اے مسلمانوں کے امام یہ عورت میری ماں ہے اور اس شیشہ میں پانی ہے جس کو میں پی رہا ہوں۔ میں نے تیرا امتحان لینا چاہا تھا کہ تو اندھا ہے یا بینا۔ مگر معلوم ہوا کہ تو اندھا ہے۔ آپ اوس کے پاؤں پر گر کر عذر کرنے لگے اور جان گئے کہ وہ حق تعالی کا گماشتہ ہے اور کہے کہ اے حبشی جیسے ان لوگوں کو تو نے بچایا ہے ویسے ہی مجھکو غرور کے دریا سے بچالے اوس نے سن کر کہا کہ تیری آنکھہ روشن ہو۔ اس کے بعد پھر کبھی ایسا نہ ہوا کہ آپ نے

اپنے کو کسی سے بھی اچھا سمجھا ہو۔ یہاں تک کہ ایک وقت آپ نے ایک کتے کو دیکھا اور کہا کہ الٰہی مجھکو اس کتے کے برابر قبول کر لے۔

آپ کا برتاو دشمنوں سے

حضرت نے ایک مرتبہ سن پایا کہ فلاں شخص نے آپکی غیبت کی آپ نے کھجوروں کا ایک طبق اوس کے پاس بھیجا اور یہ معذرت لکھ بھیجی کہ بلغنی انك هدایة الی حسناتك فاردت ان اکافیك علیها فان اعذر نی فانی لا اقدران اکافیك علی الاتمام یعنے مجھکو خبر پہونچی ہے کہ تونے اپنی نیکیاں میرے عملوں کے دفتر میں لکھدی ہے اس لیئے میں نے چاہا ہے کہ اوس کا عوض دوں مگر اوس کے ساتھ ہی یہ عذر بھی کرتا ہوں کہ مجھکو اتنی طاقت نہیں ہے کہ تیری بھلائی کا پورا پورا عوض دے سکوں۔

آپ کے اقوال

اس مختصر لائف میں اتنی گنجایش نہیں ہے کہ حضرت کے کل اقوال درج کیئے جائیں کیونکہ دریا کوزہ میں بھرا نہیں جاسکتا تسپر بھی جو کچھ لکھے جاتے ہیں اہل نظر اور ارباب عبرت کے لیئے کافی ہیں۔

آپ فرماتے تھے کہ لوگ دنیا میں پانچ قسم کے ہیں علمائ یہ انبیا کے وارث ہیں زہاد یہ راہ بتانے والے ہیں۔ غازی اللہ کی تلواریں ہیں۔ تاجر اللہ کے امین ہیں۔ بادشاہ خلق کے چرواہے ہیں۔ اب عالم طمع کرکے مال جمع کرے

توکس کی اقتدا کی جائے۔ زاہد اگر راغب ہو تو راستہ کس سے پوچھا جائے غازی ریاکار ہو تو (کیونکہ ریاکار کے لئے کوئی عمل نہیں ہے) دشمنوں پر کون فتحیاب ہو تاجر جب خائن ہو تو کون امین کہا جائے بادشاہ جب بھیڑیا بنجائے تو بکریاں کی کون حفاظت کرے اللہ کی قسم ہے کہ ہلاک کیا لوگوں کو طامع عالموں اور راغب زاہدوں اور ریاکار غازیوں اور خائن تاجروں اور ظالم بادشاہوں نے

آپ فرمایا کرتے تھے کہ کُتّے میں دس خصلتیں ہیں چاہیے کہ ہر مومن میں ہوں کتا بھوکا رہتا ہے یہ آداب صالحین سے ہے اس کے لئے کوئی ذاتی مکان نہیں یہ متوکلین کی علامت ہے اور رات کو کم سوتا ہے یہ محبین کی صفت ہے جب وہ مرجاتا ہے اوس کی کوئی میراث نہیں ہوتی یہ زاہدین کا خاصہ ہے وہ اپنے مالک کو نہیں چھوڑتا اگرچہ کہ مالک اوس پر جفا کرے یہ مریدین صادقین کی نشانی ہے وہ ادنی جگہ پر بیٹھتا ہے یہ متواضعین کا طریقہ ہے جب اوس کی جگہ کوئی چھین لیتا ہے تو اس جگہ کو چھوڑ کر اور کہیں چلا جاتا ہے یہ مسلک راضئین کا ہے اگر اوس کو مار دھاڑ کر نکالیں اور پھر روٹی کا ٹکڑا اوس کے سامنے ڈالدیں تو آجاتا ہے اور پہلی مار دھاڑ پر کینہ نہیں رکھتا یہ روش خاشعین کی ہے جب کوئی کھانا کھاتا رہتا ہے تو وہ دور بیٹھ کر دیکھا کرتا ہے یہ چال مساکین کی ہے جب کسی جگہ سے چل کھڑا ہوتا ہے تو پھر اس طرف التفات نہیں کرتا یہ محزونین کی حالت ہے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ تعجب ہے اُس آدمی پر جو تکبر کرتا ہے باوجودیکہ دن میں ایک دو بار اپنے ہاتھ سے پاخانہ دھوتا ہے۔

کسی نے سوال کیا کہ (مسلمانی چیست و مسلمانان کیست؟) آپ نے جواب دیا (مسلمانی درکتاب و مسلمانان زیرخاک)

آپ فرمایا کرتے تھے کہ تین چیزوں سے پرہیز کرو۔ سلاطین کے فرش پر قدم نہ رکھو اگرچہ وہ مجسم شفقت ہوں۔ کوئی بھید کسی پر ظاہر نہ کرو اگرچہ وہ رابعہ ہی کیوں نہو۔ دوسروں کی سنی سنائی بات پر عمل نکیا کرو اور بُرے آدمی سے نہ ملو۔ کیونکہ یہ آفت سے خالی نہیں بدکار آدمی اپنا زخم ضرور لگا جاتا ہے۔

حضرت مالک دینار رحمتہ اللہ علیہ نے آپ سے پوچھا کہ عالم کا عذاب کیا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ دل کا مرجانا۔ پھر انہوں نے پوچھا کہ دل کا مرنا کیا ہے۔ فرمایا کہ دنیا کی محبت۔

ایک مرتبہ عبدالعزیز بن عمرؒ نے آپ کو خط لکھا کہ مجھے کوئی نصیحت کیجئے آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ جب خدا تیرے ساتھ ہے تو تجھے کس کا خوف ہے اور اگر خدا تیرے ساتھ نہیں تو کس سے اُمید رکھتا ہے اور اپنے پر وہ دن آیا ہوا فرض کر جو کسی کا آخری دن ہوتا ہے جس میں کہ وہ مرجاتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت ثابت بنانیؒ نے حضرت کے نام خط لکھا اور درخواست کیا کہ میں سنتا ہوں کہ اب کے سال آپ کا ارادہ حج کو جانیکا ہے۔ اگر صحیح ہے تو مجھے بھی صحبت میں رہنے کی اجازت دیجائے آپ نے جواب میں لکھا کہ مجھکو میری حالت پر چھوڑ دو تاکہ خدائے تعالیٰ کے ستر میں زندگی بسر کروں۔ ملکر رہنے سے ایک دوسرے کا عیب ظاہر ہوتا ہے اور ایک دوسرے کو بُرا کہنے لگ جاتا ہے۔

ایک اعرابی آپکے پاس آیا اور صبر کے متعلق پوچھا آپ نے جواب دیا کہ صبر دو طرح پر ہے۔ ایک تو بلا اور مصیبت پر ہوتا ہے اور دوسرا اُن چیزوں پر کہ جن سے خدا نے ہمکو منع کیا ہے اور میرا صبر جزع کی جہت سے ہے یعنے میرا صبر بلاؤں اور طاعت ناطق میں ہے جس کا باعث دوزخ کی آگ کا خوف ہے اور یہ عین جزا ہے البتہ اوس شخص کا صبر قومی ہوتا ہے جو اپنے نصیبہ کو درمیان سے اُٹھا لے تاکہ اوس کا صبر خدا کے واسطے ہو اور یہ علامت اخلاص کی ہے۔

آپ نے فرمایا کہ تین حسرتوں کے ساتھ ہر آدمی دنیا سے جدا ہوتا ہے جمع کرنے سے سیر نہ ہوکر۔ خواہش کے موافق امید بر آری نہوکر۔ آخرت کے لیے توشہ طیار نہ کرکے۔

آپ نے فرمایا کہ میرے پاس وہ شخص دانا ہے جو آخرت کے لئے دنیا کو خراب کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پرہیزگاری کا ایک ذرہ ہزار سال کی نماز اور روزہ سے بہتر ہے۔

آپ نے فرمایا کہ جو لوگ عاقل ہیں وہ خاموش رہنے کی عادت کرتے ہیں یہاں تک کہ اون کے دل بولنے لگتے ہیں۔

ایک نے آپ سے پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے جواب دیا کہ اوس قوم کا کیا حال ہوتا ہے جو دریا میں ہو اور اوس کی کشتی ٹوٹ جاے اور ہر ایک کسی نہ کسی ٹوٹے ہوے تختہ پر دریا میں بہتا ہوا رہجاے۔ اوس نے کہا نہایت سخت حال ہے آپ نے فرمایا کہ میرا بھی ویسا ہی حال ہے۔

آپ نے ایک شخص کو دیکھکر جو قبرستان میں روٹی کھا رہا تھا۔ فرمایا کہ یہ منافق ہوگا۔
لوگوں نے پوچھا کیوں۔ جواب دیا کہ ان مردوں کے روبرو جس کی شہوت حرکت
میں آتی ہے وہ گویا موت و آخرت پر ایمان نہیں رکھتا اور یہ منافقوں کی علامت ہے
آپ نے فرمایا کہ جو کچھ تو کسی سے کہنا چاہتا ہے چاہیئے کہ اوس پر پہلے آپ
عمل کرے لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ خشوع کیا ہے آپ نے فرمایا کہ وہ خوف
ہے جو دل میں جما رہتا اور دل بھی اوس کو بخوبی پکڑا رہتا ہے۔

آپ کے فضائل

آپ نے حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا دودھ پیا ہے اور سرکار عالم
صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اپنے گود میں بٹھایا ہے اور دعا دیا ہے۔ اور
آپ نے حضور کے کوزہ سے پانی پیا ہے۔ آپ کا نام حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے
رکھا ہے۔ آپ نے ایک سو تیس صحابہ کو دیکھا ہے جن میں ستر اصحاب بدر تھے

آپ کا طے ارض۔

امام ابو عمرو۔ فرماتے ہیں کہ میں لڑکوں کو قرآن پڑھایا کرتا تھا ایک روز ایک
بے ریش لڑکا خوبصورت علم سیکھنے کی غرض سے میرے پاس آیا میں نے اسمیں
خیانت سے نگاہ کی پس ہوا اوس کے میں نے الحمد کے الف سے من الجنۃ والناس
کی سین تک یعنی سارا قرآن مجید بھول گیا اور آتش عشق نے مجھ میں ایسا اثر
کیا کہ میری ہڈیاں گویا کہ خاکستر بن گئیں۔ میں گھبرایا ہوا حضرت خواجہ حسن بصری

کے پاس گیا اور سارا حال ہو بہو بیان کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ اب حج کا وقت ہی پہلے اوس کو ادا کرلے اور وہاں سے حنیف کی مسجد میں جا تو محراب مسجد میں ایک بزرگ کو دیکھیگا اون کے اوقات شریف میں خلل نہ ڈالکر وقت فرصت اون سے امداد کا طالب ہو۔ الغرض حسب فرمودۂ عالی میں وہاں پہونچکر ایک گوشہ میں بیٹھ گیا۔ دیکھا کہ ایک باہیبت بزرگ بہت سے لوگوں کے ساتھ حلقہ کیئے ہوئے تشریف فرما ہیں۔ کچھ دیر بعد وہاں ایک مرد سفید پوش مجسم خلق آیا جس کے لئے لوگ تعظیماً اوٹھے۔ اور باادب تمام سلام کرکے کچھ دیر تک باتیں کرتے رہے۔ جب نماز کا وقت قریب ہوا وہ مرد چلا گیا اور اور لوگ بھی اوس کے ساتھ چلے گئے جب وہ بزرگ اکیلے رہ گئے تو میں نزدیک جاکر سلام کیا اور اپنا حال بیان کیا وہ میرا غمناک حال سنکر مغموم ہوے اور گوشۂ چشم سے آسمان کے طرف دیکھے۔ ابھی وہ سر نیچے بھی نہ کئے تھے مجھے سارا قرآن یاد آگیا۔ اور میں خوشی سے اون کے قدموں پر گر پڑا۔ انہوں نے مجھسے فرمایا کہ تجھکو کس نے میرا پتہ بتلایا میں نے کہا کہ حسن بصری نے انہوں نے فرمایا کہ حسن نے مجھکو رسوا کیا۔ میں بھی اوس کو رسوا کرتا ہوں اور اس نے میرا پردہ پھاڑا میں بھی اوسکا پردہ پھاڑتا ہوں بعد ازاں مجھسے فرمایا کہ تو نے اس بزرگ کو دیکھا ہے جو پیشین کی نماز کے بعد آکر سب سے پہلے چلا گیا جو سفید پوش تھا جس کی تعظیم کے لئے تماموں نے اوٹھا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ ہاں دیکھا ہے انہوں نے فرمایا کہ وہ حسن تھا ہر روز بصرہ میں نماز پیشین ادا کرکے یہاں آتا ہے اور ہم سے باتیں کرکے دوسری نماز تک پھر بصرہ چلا جاتا ہے اوس کے بعد یہ بھی فرمایا کہ جو شخص حسن

کے جیسا امام رکھتا ہے وہ ہم سے کیوں دعا کی درخواست کرتا ہے۔

آپ کا ایک یہودیکو جنت کا پروانہ دینا

آپ کے ہمسایہ میں شمعون نام ایک یہودی بڑی مدت سے رہا کرتا تھا وہ بیمار ہوگیا جب حضرت خواجہ کو اوس کی خبر ہوی عیادت کے لئے تشریف لئے گئے آپ نے دیکھا کہ وہ یہودی آگ کے دھوئیں سے سیاہ ہوگیا تھا آپ نے اوس سے ارشاد فرمایا کہ خدائے وحدہ سے ڈر اوسکا شریک کسی کو نہ جان تیری ساری عمر اسی آتش پرستی میں رائیگاں گئی خیر جو کچھ ہوا ہوا۔ اب تو بھی اسلام لا تا حق تعالی تجہہ پر رحمت کرے شمعون نے جواب دیا کہ مجھے تین چیزیں اسلام سے باز رکھتی ہیں ایک تو یہ کہ تم لوگ دنیا کی مذمت کرتے ہو اور رات دن اوسی کی لینے دنیا کی تلاش میں رہتے ہو دوسری یہ کہ کہتے ہو موت حق ہے مگر اوس کی کچھ تیاری نہیں کرتے تیسرے یہ کہتے ہو حق تعالی کا دیدار ہوگا اور سب کام اوس کی رضامندی کے خلاف کرتے ہو حسنؒ نے فرمایا کہ نشانی تو آشنا ذن کی ہے تو تو اوسکی بیگانگی کا قائل ہے تو نے ستر برس آتش پرستی کی اور ہم نے ایک بھی وقت اوسے نہیں پوجا۔ آگ ہم دونوں کو جلائیگی اور کچھ بھی تیرے حق کو نگاہ نہ رکھیگی۔ مگر میرا خداوند چاہے تو آگ کی طاقت نہیں ہے کہ وہ میرے بدن کا ایک بال بھی جلا سکے اب آ۔ ہم دونوں آگ میں ہاتھ ڈالیں۔ اور آگ کی عاجزی اور قدرت حق دیکھیں۔ یہ فرما کر آپ نے ہاتھ آگ میں رکھدیا بال برابر بھی تبدیلی نہ واقع ہوئی اور نہ کچھ اذیت پہونچی۔ شمعون نے

جب یہ حال دیکھا تو متغیر ہوا اور اس کے دل نے ایک جوش مارا اور حضرت
سے عرض کرنے لگا کہ مجھکو آگ کی پوجا کرتے ہوے ستر برس گزر گئے۔ اب
تھوڑیسی سانس باقی رہگئی ہے میں کیا تدبیر کر سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ
تیری تدبیر یہی ہے کہ تو مسلمان ہو جاے اوس نے کہا کہ اگر آپ یہ لکھدیں
کہ حق تعالی مجھے عذاب نہ دیگا۔ اس صورت میں ایمان لاتا ہوں۔ آپ نے
دستاویز لکھدیا پھر اوس نے کہا کہ بصرہ کے عادل لوگوں سے فرمائیے کہ وہ سب
اس پر گواہی کردیں آپ نے اوس کی خواہش کے موافق دستخطیں کرد اکر
وہ نوشتہ اوس کے ہاتھ میں دیدیا شمعون نے لیا اور نہایت سوز و گداز
سے رو کر ایمان لایا اور حضرت کو وصیت کیا کہ جب میں مرجاؤں آپ
خود اپنے ہاتھ سے مجھے نہلا کر دفنائیں اور یہ کاغذ بھی میرے ہاتھ میں رکھدیں
تا وہاں میرے لئے دلیل ہو۔ اس کے بعد اوس کا انتقال ہو گیا آپ نے
حسب وصیت اُس کے نہلا کر بعد از انفراغ نماز معہ دستاویز اوس کو دفنا دیا
الحاصل یہہ تمام رات حضرت خواجہؒ نے نماز تفکر۔ محاسبہ میں کاٹی اسی
اثنا میں کچھ دیر آپکی آنکھہ لگ گئی رویا میں آپ نے شمعون کو دیکھا کہ مرصع تاج سر پر
اور بہشتی لباس در بر خنداں خنداں بہشت کے سبزہ زار میں ٹہل رہا ہے
آپ نے اس سے اسکا حال دریافت کیا کہ مجھپر اللہ تعالی نے وہ وہ عنایت
کی کہ جس کا بیان میرے امکان سے باہر آپنے دیدار سے مجھے مشرف
فرمایا اس دستاویز کی اب ضرورت نہیں رہی واپس لے لیجے جب حضرت
کی آنکھہ کھلی تو دیکھا کہ کاغذ ہاتھ میں ہے سجدہ شکر بجا لایا۔

کرامات

آپ کے کرامات بے حد و انتہا ہیں اس چھوٹے سے مختصر رسالہ میں گنجائش نہیں کہ اُن سب کو جمع کرسے ،، صرف ایک کرامت بمصداق مشتے نمونہ از خروارے ،، یہاں زیب قرطاس کیجاتی ہے جو تبرک کے لئے کافی ہے ،، ایک جماعت بارادہ حج حضرت خواجہؒ کے ساتھہ ہوئی اثناء راہ میں لوگ تشنگی سے ادہموئے ہو گئے ،، اللہ اللہ کرکے ایک باولی نظر پڑی جس کا پانی تاہ میں تارہ کیطرح چمک رہا تھا ،، اور یہاں کسی کے پاس بھی ڈول رسی ندارد ،، حضرت نے فرمایا کہ جب میں نماز میں مصروف ہوں تم لوگ پانی پی لینا یہ کہکر آپ نماز میں مشغول ہوئے ساتھی کیا دیکھتے ہیں کہ پانی لب چاہ تک آگیا ہے سبھوں نے سیر ہو کر پی لیا ،، ایک نے کوزہ میں ڈال لینا چاہا ،، وہ پانی پھر اندر ہو گیا ،، نماز سے فارغ ہو کر فرمائے کہ تمہاری عدم توکلی نے پانی کو اندر کر دیا پھر وہاں سے چلے راستہ میں آپ نے لوگوں کو کیچڑ دیا سبھوں نے کہا یا اوس کیچ سونے کے تھے چنانچہ مدینہ منورہ میں پہونچکر اوسکو بیچکر لوگوں نے کہانا خریدا اور کہایا اور صدقہ دیا

آپ مستجاب الدعوات تھے

جس وقت حضرت خواجہ دعا کے لئے ہاتھہ اٹھاتے تو حضرت حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ اپنا دامن پھیلاتے اور فرماتے کہ میں اسوقت اجابت کو دیکھہ رہا ہوں ،،

آپ کے معاصرین

یہ تو بخوبی معلوم ہو چکا کہ آپ نے حضرت عمرؓ و علیؓ و حسنین رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے علاوہ اور بہت سے صحابیوں کو دیکھا ہے اور فیض اُٹھایا ہے۔ آپ کو زمرۂ اصحاب میں داخل کریں تو بجا ہے مگر محدثین کے قیودات میں ذی شعور ہونیکی ضرورت ہے چونکہ آپ شیر خوار تھے اس لئے کبار تابعین سے مانے گئے حقیقت میں یہ کیا کچھ کم شرف ہے کہ آپ کو سرکار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک آنکھوں نے دیکھا ہے اور سراپا برکت ہاتھوں سے اُٹھا کر آغوش رحمت میں بٹھایا ہے۔

آپ کی وفات

بتاریخ پنجم ماہ رجب المرجب ۱۱۲ھ بروز جمعہ ایک سو تین برس کی عمر میں آپنے بعہد خلافت ہشام بن عبد الملک بن مروان خلیفہ دہم بنی اُمیہ کالبد عنصری کو بیجان چھوڑ کر رب الارواح سے اپنی مبارک روح کو جا ملایا اور لقا باللہ کی ابدی زندگانی کا مکلف جامہ زیب تن فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ روایت ہے کہ آپکو کسی نے بھی کبھی ہنستا ہوا نہ دیکھا مگر جبکہ آپ کی رحلت کا وقت قریب آچکا بے اختیار ہنس دیئے اور کون سا گناہ اور کونسا گناہ کہتے ہوئے عالم علیین کو سدھارے آپ کو کسی نے خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ حضور کو ہم نے عالم حیات میں کبھی ہنستا ہوا نہ دیکھا تھا۔ اس کی وجہ کچھ نہ معلوم ہوئی کہ آپ نے وقت

رحلت کیوں ہنسا اور کونسا گناہ کونسا گناہ کہ جس پر رو پڑے۔ جواب میں آپ نے فرمایا کہ وقت اخیر میں نے ایک آواز سنی کہ اے ملک الموت حسن کو سخت پکڑو کیونکہ اوس کا ابھی ایک گناہ باقی ہے۔ اس پر مجھے ہنسی آئی اور کونسا گناہ کہتا ہوا آنکھیں ڈھانپ لیا۔

روایت ہے کہ جب آپ نے انتقال فرمایا اوسی رات ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور ہر طرف نور کی بوچھار ہے اور ایک منادی آواز دے رہا ہے کہ آج حسن بصری یہاں آیا ہے جس کی وجہ سے آسمانوں میں خوشیاں منائی جا رہی ہیں

آپ کے خلفاء

آپ کے خلفاء کی فہرست کا لکھنا ہمارے امکان سے باہر ہے اس لئے کہ شمار ہی نہیں کئے جا سکتے اب ہم صرف انہیں پر اختصار کرتے ہیں جو اولوالعزم اور مشہور گزرے ہیں آپ کے خلیفہ اول حضرت خواجہ عبدالواحد زید ہیں کہ جن سے اقصائے عالم میں آپکا سلسلہ عالیہ پھیلا ہے

خلیفہ دوم حضرت حبیب عجمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ سوم حضرت مالک دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ چہارم حضرت محمد واسع رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ پنجم حضرت غلام بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

⁂

آپ کا روحی سلسلہ

شجرہ منظومہ سلسلہ عالیہ چشتیہ بہشتیہ سے بخوبی معلوم ہو جائیگا جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

اے خداوندا تو ذات کبریا[1] کیواسطے
رحم کر مجھپر محمد[2] مصطفےٰ کے واسطے

دیکھتا آپ کو ہے دیکھنے والا تیرا
پتلیوں میں ہے ان آنکھوں کو تماشا تیرا

آنکھ وہ پھوٹے نہ ہو جسکو نظارا تیرا
سر وہ ٹکڑے ہو نہ ہو جس میں کہ سودا تیرا

ایک مدت سے رہا تجھکو صعود او نزول
شکل انسان میں آخر ہوا جلوا تیرا

اک نہ اک دن تو یہی سامنے آجائیگا
محرموں سے نہیں چلنے کا یہ پردا تیرا

لن ترانی تو رہی حضرت موسیٰ سے مدام
پر کسی سے نہ چھپا یار وہ جلوا تیرا

اپنی ہستی میں فنا ہو کہ یہ نقشہ دیکھا
جس طرف دیکھا نظر آیا ہے جلوا تیرا

دشت حیرت میں بھی کیا لطف ہے اللہ اللہ
سب جگہ تو ہے نہیں کوئی ٹھکانا تیرا

جسم انسان میں ہے جو تو نے رکھا ایک ہی دل
ایک ہی دوست رکھیں بس ہے یہ منشا تیرا

فیض عرفاں سے ہوا عشق یہ سب اوج عروج
ورنہ کیا بزم سخنداں میں ہے رتبا تیرا

[1] یہ وہ ذات بیچوں و بیچگون ہے جو باوجود کثرت عین وحدت ہے نہ مرکب ہے خود اور آپسے یعنے خود بخود آنے والا جس کی صفت لم یلد و لم یولد ہے ۱۲۔

[2] آپ اللہ تعالیٰ کے برحق رسول اور حبیب ہیں آپ ہی کی ذات سے کائنات کی ابتدا ہوئی آپ

تڑپتا ہے دکن میں آپکا نخچیر برسوں سے
کہٹکتا ہی جگر میں یا محمد تیر برسوں سے

دکن میں دور یثرب سی رکہی تقدیر برسوں سے
نہ سوجہی وانکی جانیکی کوئی تدبیر برسوں سے

تصور میں تری زلف مسلسل کی بہ حالت ہے
پڑی ہی دل کی پیروں میں اسیر زنجیر برسوں سے

خدا کا شکر ہی یہ بہی کہ رہتی ہوی بہ ہو دل میں
بٹہا رکہا ہوں سینہ میں تری تصویر برسوں سے

پہرا کرتا ہوں بن میں مثل قیس و دوانی خسرو
کہ ہی کچہ وحشت دل ایسی دامنگیر برسوں سے

حلاوت اپکی فرقت میں کیا ہو آب حیوانکی
کہ کر رکہی ہی مضطر آہ آتشگیر برسوں سے

کبہی تو عالم رویا میں حضرت لائی تشریف
کیا کرتا ہوں شب بہر نالہ شبگیر برسوں سے

خیال ابروی خمدار کچہ ایسا بندہا دل میں
کہ پہرتی ہی گلوئی خشک پہ شمشیر برسوں سے

کبہی دکہلاو پیاری مہہ پہ پیسے اے ہو والی یثرب
سہو رہی نینین میں برساتی بدر وا نیر برسوں سے

چہ سازم چارہ ما تا ات اکنوں نوشت رفت از دست
مگر ہی شرم مجہل غرق نم تشویر برسوں سے

ثناء لک یا محمد خالق الاشیا کما قال
نہ شد از من اگرچہ ہی تو تی تقصیر برسوں سے

مثال کوہکن اس شربت شیرین کی فرقت میں
بہا یا پہوڑ سنگ دل کو جوی شیر برسوں سے

کبہی تو مصحف رخ کی کبہی زلف مجعد کی
کیا کرتا ہوں حتی الوسع میں تفسیر برسوں سے

کہاں اسکا ٹہکانا ہی کہاں اسکی ہی کچہ وقعت
پڑی پہرتی ہی یوں ہی آہ بی تاثیر برسوں سے

پہر انجل ہیا نسی مجہکو صحرا ے مدینہ میں
عبث کیوں لگی پہرتا ہی تو جیح پیر برسوں سے

چلینگی ضعف کہتا ہی ابہی چل شوق کہتا ہی
انہیں دونوں میں باہم ہوتی ہی تقریر برسوں سے

کبہی تو رحم آجا ہی شہاب میری حالت پر
پڑا میں کو بکو پہرتا ہوں بی توقیر برسوں سے

کہے تہے ایک شب رویا میں مجہسی آونگا میں پہر
مگر اب تک ہوئی ظاہر نہ کچہ تعبیر برسوں سے

کبہی تو ائی آباد ہو تا کلبہ احزان
پڑی سونی ہی میری دلکی یہ تعمیر برسوں سے

الٰہی اٹھے ہی تیری ہماری شرم محشر میں
بنے بیٹھے ہیں اتو شیخ وقت و پیر برسوں سے

دکن میں رہ نظر بازی کی تو بنگو مزی بور سے
ہمیں دیتا ہے نفس پر دغا تزویر برسوں سے

جسے کہتی ہے دنیا شاہ یثرب ہاشمی مکی
انہی نو دنگاہ نے میری کر لیا تسخیر برسوں سے

لگانا دل کا بھی اک جرم ہے ہیہات صد افسوس
ہوا بن سہتی پڑی ہے اب ہجر کی تعذیر برسوں سے

نہ تو کوئی کبوتر ہے نہ کوئی نامہ بر یارب
بھیجے جاتے ہیں دربار شاہ میں تحریر برسوں سے

الٰہی میں ہوں بسمل مضطرب اور ٹالتے ہیں وہ
زباں پر ہے بظاہر نعرہ تکبیر برسوں سے

الٰہی عذر بد تر ہے گنہ سے پر کرم فرما
کیا کرتی ہیں عاصی عذر ہر تقصیر برسوں سے

یہ بوئے عشق ہے چھپتی نہیں ہر گز چھپانے سے
ہوئی عالم میں میری عشق کی تشہیر برسوں سے

کہا منگ کوئی دیگا ساتھ فرقت کی مصیبت میں
ہوا ہے درد بھی اٹھتی ہوئی دلگیر برسوں سے

زبان پر نام آتے ہی کلیجہ تھام لیتا ہوں
یہی اعجاز محبوبی کی ہے تاثیر برسوں سے

وہ پیاری شکل ہے تیری نرالا حسن ہے تیرا
جو ہوتی ہے تصدق ماہ کی تنویر برسوں سے

بہت بیتاب ہوں شاہا بلا لیجے مدینہ میں
نہ کچھ اعراض اب کیجے ہوئی تاخیر برسوں سے

ہلا دیتی ہے جب تو زلزلہ ہوتا ہے گیتی کو
بس مروں جو دل کی اٹھتی ہے تو تکبیر برسوں سے

ادھر میری اجل پہونچی لبوں پر جان آ ٹھیری
ادھر اٹنک یہ نقشہ ہے کہ ہے تاخیر برسوں سے

نہیں ہے داغ دلبری سند پر مہر ثبت الٰہی عشق
ملی ہے عشق احمد میں مجھے جاگیر برسوں سے

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۲) ہی پر اختتام نبوت ہے واقعہ اصحاب فیل کے دو سال بعد عالم وجود میں تشریف لائے اور سنہ ھ میں وفات پائی ۱۳۰۱۔

میں ہوا ہوں سخت زار اس بند محبت میں اسیر ۔ کھولدے مشکل علیؑ مشکلکشا کے واسطے

کب سے کھڑا ہوں لیکے میں از پے نذر ہر کف ۔ ہو جو قبول تحفہ یہ جان جہاں زہی شرف

شب میں عجب ہی کیفیت دلکی پری بنی ہوئی ۔ مجمع نازنین تھا آنکھ بھی پڑتی جسطرف

ساغر بادۂ الست پیر مغاں نے مجھے پلا ۔ مطرب روز اولیں چھیڑ چکا ہو ساز چنگ و دف

صبر کہاں قرار کیا چین کسے ہی روز و شب ۔ تیر مژہ کا لگیا جیسے مرا جگر ہدف

خواہش باغ خلد ہے اور نہ غم جحیم ہے ۔ کان میں میری پڑ گئی جیسے صدا لاتخف

اتنو بلائی مجھے آپ کے آستانہ پر ۔ ہند میں ہو چلی ہی ہا ئے عمر عزیز من تلف

عشق کی جاں پہ آبنی پڑگیں ایسی مشکلیں
وقت مدد کا ہی یہی کیجے مدد شہ نجف رضؓ

خواجہ بصری حسن کا نام لیتا ہوں شفیع ۔ شیخ عبد الواحد اہل بقا کے واسطے

ہو منبع جود و کرم یا خواجہ بصری حسن ۔ عالی ہمم والاشیم یا خواجہ بصری حسن

ہو مجھہ غریب زار پر اے شاہ شاہاں یکنظر ۔ آبا لبوں پہ چکے دم یا خواجہ بصری حسن

سلہ آپ روز جمعہ رجب کی پانچویں تاریخ سنہ ۳۰ ہجری واقعہ فیل خاص کعبۃ اللہ میں پیدا ہوے اور ۲۱ رمضان سنہ ۴۰ ہجری روز جمعہ وقت صبح وفات پاے نجف شریف میں مزار پر انوار ہی آپ سرکار عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی اور داماد اور چوتھے خلیفہ ہیں۔ انہی کی شان میں حضور انور نے لحمک لحمی الخ ارشاد فرمایا ہے سلہ آپکا حال اوپر گزر چکا ہی سلہ آپ بصرہ کے رہنے والے ہیں امام اعظم یا بقول علی سے کسب کمال ظاہری کیا ۲۷ صفر سنہ ۱۷۷ ہجری میں وفات پائی بصرہ میں مزار ہے۔ ۱۲

مدت سے خواہش ہے یہی مرجاؤں تیری پاس ہی | چاہتا نہیں باغ ارم یا خواجہ بصری حسن
ہوں سربسر عاصی مگر ہے تیری شفقت پر نظر | ای واقف لوح و قلم یا خواجہ بصری حسن
جس طرح حاصل ہے یہاں عز و شرف سر عیاں | محشر میں رکھیے بھرم یا خواجہ بصری حسن
سرکار ہوں میں جاں بلب سر پہ چھری پہنچی ہے آ | خناس کی تیغ دو دم یا خواجہ بصری حسن
بندے سب پھنسے ہیں جال میں شیطان نے پھیلائے ہیں | کس سے کریں ہم اس سے رم یا خواجہ بصری حسن
پہونچو مدد کو میری اب پوچھو نہ کچھ شاہا سبب | گردن ہوئی ہے غم سے خم یا خواجہ بصری حسن

للہ کرم فرماؤ اب ہے عشق چشتی جاں بلب
حد سے فزوں ہے درد و غم یا خواجہ بصری حسن

کرم کی ہو نظر یا واحد زید | مصیبت میں ہوں شاہا واحد زید
کہاں جائیں تمہارا چھوڑ کر در | نہیں کوئی ہمارا واحد زید
بری غم سے میری حالت ہوئی ہے | کرم کیجیے خدارا واحد زید
جدائی شاق ہے مجھ پے لو اب | بلالو پاس مولا واحد زید
کہوں پھر کس سے میں اپنی مصیبت | تمہارے ماسوا یا واحد زید
بجز تیرے سر محشر ہمارا | نہیں کوئی وسیلہ واحد زید

نہیں کچھ عشق کو دنیا سے مطلب
وہ تیرا ہی ہے بندہ واحد زید

تفضل کر مجھ پر طفیل خواجہ ابن عیاض[۵۱] | شاہ ابراہیم بلخی[۵۲] بادشاہ کیواسطے

۵۱۔ آپکا نام فضیل ہے سمرقند میں پیدا ہوے امام اعظمؒ کی شاگردی کی، محرم ۱۸۷ھ بروز جمعہ

سید الاولیا فضیل عیاض — سند الاتقیا فضیل عیاض
درد دل کی دوا فضیل عیاض — سب کا مشکل کشا فضیل عیاض
بادشاہ طریق اہل سلوک — رہبر و پیشوا فضیل عیاض
وارثِ علم سید الکونین — عین مشکل کشا فضیل عیاض
کون تمسا ہوا ہے یا ہوگا — عاشق کبریا فضیل عیاض
مادر دہر نے جنا ہی نہیں — آپسا دوسرا فضیل عیاض

عشق چشتی پہ ہو نگاہ کرم
میرے سرتاج یا فضیل عیاض

جب تلک کہ میرے منہ میں ہے زباں یا شاہ جہاں سلطان بلخ
تب تک میں کروں تیرا ہی بیاں یا شاہ جہاں سلطان بلخ
دولت سے نہیں کچھ مجھکو غرض ثروت کی نہیں ہے مجھکو ہوس
بلواؤ فقط آپ اپنے یہاں یا شاہ جہاں سلطان بلخ
کوچہ کی ترے دریوزہ گری واللہ ابہتر زشہی ست
کچھ اور نہیں دل میں ارماں یا شاہ جہاں سلطان بلخ
ہے صرف بھروسہ آپ ہی کا کچھ کام بھلے میں نے نہ کئے
ابتک میں رہا بالکل ناداں یا شاہ جہاں سلطان بلخ

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۴) آپکا انتقال ہوا مکہ معظمہ میں آپکی مزار ہے سنہ ۵ نمبر ۱۸۳ کو بلخ میں آپ پیدا ہوئے امام اعظمؒ کی شاگرد ہیں شب جمعہ ۲ جمادی الاول ۲۶۶ھ بعمر ایک سو سال انتقال فرمایا ولایت شام میں آپکی مزار ہے۔

بے چین بہت ہوں ہند میں پر کیا کروں واں آنے کے لئے
کچھ بن نہ پڑے اب تک ساماں یا شاہ جہاں سلطان بلخ

سرکار بلا لو پاس اپنے اب تاب جدائی مجھ میں نہیں
مرتا ہوں تب فرقت سی یہاں یا شاہ جہاں سلطان بلخ

عاصی ہے سراپا ہے تقصیر نازاں ہے مگر اس نسبت پر
ہے عشق غلام شہ عرفاں یا شاہ جہاں سلطان بلخ

حضرت خواجہ حذیفہ کے لئے ٹک رحم کر
اور ہبیرہ بصری صاحب رضا کے واسطے

مامن شاہ و گدا حضرت حذیفہ مرعشی
تاجدار دو سرا حضرت حذیفہ مرعشی

ہو گیا کامل پڑی جس پر توجہ کی نگاہ
بالیقیں ہے کیمیا حضرت حذیفہ مرعشی

زندہ ہوتے گر مسیحا آ کے تم سے سیکھتے
سوزش دل کی دوا حضرت حذیفہ مرعشی

سیکھ جاتے خضر تو مرتے نہ وقت صد ہی
عشق کا اک چٹکلا حضرت حذیفہ مرعشی

لیجئے مجھ دور افتادہ کی بھی شاہا خبر
نیم جاں ہوں ہو گیا حضرت حذیفہ مرعشی

کاٹتا ہوں رات دن فرقت میں با آہ و فغاں
پاس لو جلدی بلا حضرت حذیفہ مرعشی

عشق چشتی آپکا ہے ایک ادنی سا غلام
او سیہ ہو الطاف یا حضرت حذیفہ مرعشی

سلہ مرعش آپ کا وطن اور مولد ہے ۲۷۶ھ ۱۴ شوال کو انتقال فرمایا لکہ خواجہ امین الدین آپکا نام ہے ۱۶۷ھ شہر بصرہ میں آپ پیدا ہوئے ۲۸۷ھ ۷ شوال انتقال فرمایا بصرہ میں مزار ہے ۔۱۲

شاہ شاہاں ہبیرۂ بصری — جان جاناں ہبیرہ بصری
تم پہ کردوں فدا خوشی سے میں — جان و ایماں ہبیرہ بصری
دستگیری میری وہاں کیجے — دیں کے سلطاں ہبیرہ بصری
زن و فرزند و جان و مال مرا — تم پہ قرباں ہبیرہ بصری
ہے اس امت کی سروری بیشک — تم کو شایاں ہبیرہ بصری
کرے شرمندہ شمس کو تیرا — رخ تاباں ہبیرہ بصری

عشق کے ہاتھ میں رہے دم حشر
تیرا داماں ہبیرۂ بصری

خواجہ مشاد[۵۱] کے خاطر مرا دل شاد کر — شیخ ابو اسحاق[۵۲] قطب چشتیاں کے واسطے

کاش [illegible] تو نہ ہوتا میری فریاد میں — بار پاتی بارگاہ خواجہ مشاد میں
جا کے خاک قطعۂ دینور میں ہوتا مقیم — اتنی نوبت ہوتی گر مجھ خانماں برباد میں
دیکھنے کو یوں تو ہے گرچہ بہت اونچا مگر — آپ کی قدسی ردائی ہے کہاں شمشاد میں
کھینچ لیں تصویر روئے انور والا جناب — اتنی قدرت کب ہے دست مانی و بہزاد میں
پھونک ڈالے آہ سے صرف آپکا کدل جلا — کیا دھرا رکھا ہے نیلی چرخ بے بنیاد میں

۵۱۔ آپ کا نام کریم الدین ہے اور مولد دینور ہے۔ محرم ۲۹۹ھ میں انتقال فرمایا۔
۵۲۔ شرف الدین آپکا نام ہے قصبہ چشت میں آپ پیدا ہوئے ۱۴ ربیع الثانی ۳۲۹ھ میں آپنے وفات پائی مکہ میں مزار پر انوار واقع ہے۔

یوں تو بے گنتی زمانہ میں ہوئی ہیں دستگیر	پر نہ نکلا ایک بھی تمسا کوئی اوتا دمین

حضرت واعظ سے اکدن کہہ رہا تھا شیخ
آئیگا آپ بھی تو گاہ عشق آباد میں

پیا ہوں جب سے پیمانہ ابو اسحاق چشتی کا	سبھی کہتے ہیں دیوانہ ابو اسحاق چشتی کا
جمال چہرۂ انور کا ہوں جب سے کہ شیدائی	میں ہوں مشہور پروانہ ابو اسحاق چشتی کا
نہ جانو اہل دنیا تم شریک اپنا مجھے ہرگز	میں دیوانہ ہوں دیوانہ ابو اسحاق چشتی کا
پلا کر وہ شراب ناب اے پیر خراباتی	بنا دے مجھکو مستانہ ابو اسحاق چشتی کا
جہاں پر بار پا سکتے نہیں اسکندر و دارا	وہ ہے دربار شاہانہ ابو اسحاق چشتی کا
منور جس سے ہو جائیں قلوب اولیاء اللہ	وہ ہے دلچسپ افسانہ ابو اسحاق چشتی کا

فرشتے عشق کچھ مرقد میں اگر مجھ سے پوچھینگے
کہوں گا میں ہوں دیوانہ ابو اسحاق چشتی کا

خواجہ ابدال احمد[1] احمد مقتدا	خواجہ بو یوسف[2] صاحب رضا کبریائے
افضل و اعلیٰ و ذیشان ہیں ابدال احمد	زینت دین و ہم ایمان ہیں ابدال احمد

۱؎ ابو احمد نام ہے ۶ رمضان ۲۶۰ھ میں پیدا ہوئے آپکا وطن اور مولد قصبہ چشت ہے غرہ جمادی الثانی ۳۵۵ھ میں انتقال ہوا چشت میں مزار ہے ۲؎ ناصح الدین ابو محمد نام ہے شب اول عاشورہ محرم ۳۳۱ھ میں پیدا ہوئے مولد چشت ہے غرہ رجب ۴۱۱ھ میں انتقال فرمایا چشت میں مزار ہے ۳؎ ۳۶۲ھ سال ولادت ہے ۳ رجب ۴۵۹ھ میں وفات پائے۔ مزار چشت میں ہے۔

شربت وصل ملے کیا ہے تعجب، مجھکو
مجھکو آفات ومصائب کی نہیں کچھ پروا
آپکی ذات سے لاکھوں ہی ہوئے ہیں عارف
ابدال کیا چیز ہے، کچھ اس کی نہیں ہے پروا
آپکی ذات سے وابستہ ہیں ہم مور کے مثل
عشق کچھ ایک نہیں جن وبشر وحش وطیور

۲ در وصل کے میرے درماں ہیں ابدال احمد
ہر طرح میرے نگہبان ہیں ابدال احمد
آیت رحمت یزداں ہیں ابدال احمد
جبکہ ہم آپ پہ قربان ہیں ابدال احمد
بالیقین آپ سلیمان ہیں ابدال احمد
مدح خوان آپکے ہر آن ہیں ابدال احمد

بو محمد ہیں دو جہاں کے شاہ
گردش آسماں کی کیا پروا
تیرے منکر کا حق تعالی نے
آپ اس قافلہ کے ہیں سالار
مثل تاروں کے اولیا ہیں اگر
اوسکو وصل خدا نہیں ہوتا
اسکے طرز سلوک میں ہے نقص

بالیقین آپ ہی ہیں ظل اللہ
جس کسی کو کہ تونے دی ہے پناہ
کر دیا دو جہاں میں چہرہ سیاہ
چشتیان سارے آپکے ہیں سپاہ
آپ انمیں ہیں مثل رخشاں ماہ
جس کے دل میں کہ ہو نہ تیری چاہ
نہیں ہاتھ آئی جسکو آپکی راہ

عشق ہے اک گدا ترے در کا
اور تری ذات دو جہاں کی شاہ

اے عشق میرے خواجہ یوسف وہ پیر ہیں
وہ جانتے ہیں آپ ابھی سے مقاصد ہیں
گر پیر آنکے بادشہ کائنات ہیں
میری سنو کہ خود مری صورت سوال ہے

محتاج جنکے در کے فقیر و امیر ہیں
گو دیکھنے کو خلق کے واقف الضمیر ہیں
تو آپ انکے واسطے دانا وزیر ہیں
میں کیا کہوں کہ آپ ہی روشن ضمیر ہیں

وہ آپکا ہے قامت دلجو کہ واہ واہ — شمشاد و سرو شوق میں جسکے اسیر ہیں
اب پاس اپنے ہمکو بلا لیجیے شہا — مدت سے ہم دیار دکن میں فقیر ہیں
پلکوں کی اور بھووں کی میں توصیف کیا کرون — تلوار ہیں جو یہ تو وہ گویا کہ تیر ہیں
میں جانتا ہوں یہ کہ بہت ہیں میرے گناہ — پر کیا تمہارے رحم کے آگے کثیر ہیں
آنکی مثال دہر نے پیدا نہ کر سکا — بے مثل بے عدیل ہیں اور بے نظیر ہیں
خیرات کچھ تو آج ملے انکی شہ دو کون — امیدوار در پہ ترے ہم فقیر ہیں

امت کو مصطفےٰ کے رہے خوف کس لیے
انکے لیے جب آپکے سے دستگیر ہیں

خواجہ مودود حق اور خواجہ حاجی شریف — خواجہ عثمان اہل اتقا کے واسطے

سرور کون و مکاں ہیں خواجہ مودود پیر — بادشاہ دو جہاں ہیں خواجہ مودود پیر
آپ ہی کے گھر سے ملتا ہے پتہ اللہ کا — رہنمائے گمرہاں ہیں خواجہ مودود پیر
آپ اپنے خادموں پر ہیں خدا لطف و رحم سے — رہتے ہیں ماں سے مہرباں ہیں خواجہ مودود پیر
آپکی تقلید سے بے اعتنائی کس کو ہے — پیشوائے انس و جاں ہیں خواجہ مودود پیر
مطلع جسپر نہیں ہے راز ایسا کون سا — واقف سر نہاں ہیں خواجہ مودود پیر

سلہ قطب الدین نام چشت وطن سال ولادت ۴۳۰ھ ہے غرہ رجب ۵۲۷ھ سال وفات چشت میں مزار ہے ۵۲ نیرالدین نام زندنہ مقام ۶۱۲ھ سال وفات زندنہ میں مزار ہے
۵۳ ابی النور عثمان نام ہیرون مقام ۵۲۶ھ سال میلاد ۵ شوال ۶۱۷ھ سال وفات مکہ شریف میں مزار ہے ۔

گلستانِ امت سردارِ ہر دو کون کے
آپ ہی تو باغباں ہیں خواجہ مودود پیر

ختم ہے شیریں کلامی آپ ہی کی ذات پر
طوطیٔ باغِ جناں ہیں خواجہ مودود پیر

ذاتِ اقدس کا پتہ کیسے کسی کو پھر ملے
جب مکینِ لامکاں ہیں خواجہ مودود پیر

عشق کی بھی دستگیری ہے گا کیونکہ آپ
دستگیر یکساں ہیں خواجہ مودود پیر

منبعِ جود و سخا ہیں خواجہ حاجی شریف
معدنِ علم و حیا ہیں خواجہ حاجی شریف

قلزمِ عصیاں کی طغیانی کی کیا پروا مجھے
دستگیر و آشنا ہیں خواجہ حاجی شریف

عالم و عارف ہیں بے شک اور امام السالکین
وارثِ خیر الوریٰ ہیں خواجہ حاجی شریف

آپکی توصیف لفظوں میں سما سکتی نہیں
آپ وہ فوق مرتبہ ہیں خواجہ حاجی شریف

کسطرح جانے کوئی اصل حقیقت آپکی
آپ جب زیرِ قبا ہیں خواجہ حاجی شریف

ذکر ہی وادشما کا کیا ہے پھر تو جبکہ آپ
پیشوائے اولیا ہیں خواجہ حاجی شریف

حضرت مودود ہی کی آپکے پیشوا تو ہیں
بلکہ معشوقِ خدا ہیں خواجہ حاجی شریف

صورتِ والا سے ہی شانِ خداوندی عیاں
مرآتِ حسنِ خدا ہیں خواجہ حاجی شریف

آپکے در پر فقط کچھ عشق ہی تنہا نہیں
اور لاکھوں سے بے نوا ہیں خواجہ حاجی شریف

کیا کروں مدح و ثنا خواجہ عثمان چشتی
میں ہوں قاصر بخدا خواجہ عثمان چشتی

ساری دنیا بھی بدل جائے بلا سے مجھے
ایک تم ہوں نہ خفا خواجہ عثمان چشتی

آپکا نام غنی ذات غنی بات غنی
آپکا ہوں میں گدا خواجہ عثمان چشتی

پڑ گئی ہے میری قسمت میں گرہ کھولئے گا
آپ ہیں عقدہ کشا خواجہ عثمان چشتی

ہم بڑی دیر سے حاضر ہیں درِ دولت پر — نظر لطف ہو یا خواجہ عثمان چشتی

ہاتھ خالی نہ پھرا جو ترے در پر آیا — تجھپہ نازاں ہے سخا خواجہ عثمان چشتی

فیض پاتے ہیں سبھی تیرے درِ دولت سے — کیا رئیس اور گدا خواجہ عثمان چشتی

مجھپہ بھی چشم کرم پھر معین الملت — ہوں مصیبت میں گھرا خواجہ عثمان چشتی

ہم طفیلی تھے، تو مہمان خدا۔ پھر کیونکر — ہمکو یاں چھوڑ گیا خواجہ عثمان چشتی

جیسے مکہ میں ہوا جا کے یہاں سے تو مقیم — ویسے ہمکو بھی بلا خواجہ عثمان چشتی

عشق چشتی پہ رہے چشم ترحم دائم — کوئی اوس کا نہیں یا خواجہ عثمان چشتی

والی ہندوستاں خواجہ معین الدین حسن (۱) — شیخ قطب الدین (۲) قطب چشتیا کیواسطے

ہمیشہ جستجوئے دلبر و ساقی و میخانہ — لباس عاشقان و کسوت داریم رندانہ

گدائے درگہت خواجہ معین الدین اجمیری — کند بہادشاہان جہاں احکام شاہانہ

بدہ اک جرعۂ پیمانۂ عرفاں بمن ساقی — کہ از ہستی خود بگذشتہ گیرم حال مستانہ

حبیب حق توئی و عاشق صادق توئی خواجہ — توئی جان و ادۂ درجیبچہ گویم وصف شاہانہ

چہ شان خسروی گویم چہ راہ دلبری پویم — توئی مخلوق راسلطاں و توحق راست جانانہ

دگرکس نیست در عالم بجز ذات تو اے ساقی — توئی ساغر توئی مینا توئی جام ست و پیمانہ

(۱) سنجر مولد ۵۳۷ھ سال پیدائش ۶ رجب ۶۳۳ھ وفات اجمیر شریف میں مزار ہے (۲) اوش مولد ۵۸۲ھ سال مولود ۱۴ ربیع الاول ۶۳۴ھ وفات قطب مینار کی قریب دہلی میں مزار ہے۔

کشند رنج و بلا بے حد مگر از و رنمی جنبند
بظاہر عشق دیوانہ بباطن ہست فرزانہ

اے شاہ شہاں زماں وہ دیں سلطان الہند غریب نواز
تم مہر درخشاں ماہ مبیں سلطان الہند غریب نواز
خورشید فلک کی لیکر مشعل شش جہت میں ڈھونڈا میں لیکن
تم سا تو کہیں پایا ہی نہیں سلطان الہند غریب نواز
اس عہد بلا کو ہول کے ہیں جس جا پہ گیا پایا ہی نہیں
جز آپ کے در کے امن کہیں سلطان الہند غریب نواز
بلواؤ غلام اب مرتا ہے سرکار ہی کا دم بھرتا ہے
کب تک وہ رہے مہجور رہیں سلطان الہند غریب نواز
در پہ تمہارے غوث و قطب اور جن و ملک ہر ایک سبھی
رکھے ہیں بصد الحاح جبیں سلطان الہند غریب نواز
دیدار تمہارا دید نبی اور دید نبی دیدار خدا
دیدار مجھے دکھلاؤ کہیں سلطان الہند غریب نواز
مرتا ہے تب فرقت سے یہاں لو جلد خبر اے شاہ شہاں
بے چین بہت ہے عشق حزیں سلطان الہند غریب نواز

رہبر عارفان ہیں قطب الدین	خواجہ خواجگاں ہیں قطب الدین
ہے خدائی انہیں کے قبضہ میں	خسرو دو جہاں ہیں قطب الدین

کفر ٹوٹا نہیں کسے دم خم سے
آپ ہی سے نمود ہستی ہے
کون ہے رہنمائے راہِ خدا
شاہِ اجمیر کے ہیں نور نظر
گو بظاہر نہاں ہیں ہم سے مگر
ہجر میں مر رہا ہوں بلوا لو

دین کے پہلوان ہیں قطب الدین
جسم عالم کی جان ہیں قطب الدین
بالیقین فی گمان ہیں قطب الدین
اور عثمان کی جان ہیں قطب الدین
ہر جگہ پر عیان ہیں قطب الدین
آپ رہتے جہان ہیں قطب الدین

عشق چشتی کا یہ مقولہ ہے
میرا دل میری جان ہیں قطب الدین

کام کر شیر ین طفیل حاجی گنج شکر[۱]
اور نظام الدین[۲] محبوب الہ کیواسطے

خوشا چشمے کہ دیدارش بدیدست
زہے گوشے کہ گفتارش شنیدست
نثار گردن آنم کہ گاہے
بطاق ابروئے جانان خمیدست
فدائے آن نسیم صبح گاہم
کہ از بستان محبوبم وزیدست
نثار آن سر و ار گردم
کہ سودائے غم جانان خریدست
من آن را عاشق جان باز دانم
جنون گر جیب و دامانش دریدست
بیا عاشق کنون الکنون خیریت نیست
کہ رنگ چہرۂ عاشق پریدست

۱ فرید الدین نام اجودھن مقام ۵۸۵ھ سال پیدائش ۵ محرم ۶۶۴ھ میں وفات پائے مزار اجودھن میں ہے ۲ آپ بدایوں میں ۶۳۵ھ میں پیدا ہوئے ۱۸ ربیع الاول ۷۲۵ھ روز چہار شنبہ کو وفات پائے دہلی میں مزار ہے۔

اگر ہست گرد و تار زلفش دل و جان و حواس و ہوش و صبرم	ترا چون رشتۂ حبل الورید ست فدائے نرگس بابا فرید ست

برفت از ہر دو عالم عشق ہیہات
کہ خار عشق در قلبش خلیدست

کب تک رہون تم سے جدا چشتی نظام الدین ولی
پھرتی ہے آنکھون مین فضا چشتی نظام الدین ولی
جنم کو دیکھا بالیقین دیکھا رسول اللہ کو ہا
صورت دکھا پھر خدا چشتی نظام الدین ولی
مضطر دکن مین ہون بہت بلوائی دہلی مین اب
کب تک رہون تم سے جدا چشتی نظام الدین ولی
چاہتا معین الدین کا پیارا ہے قطب الدین کا
گنج شکر کا لاڈلا چشتی نظام الدین ولی
پل پل ہے مجھپر اک برس اک دن قیامت کا ہو دن
فرقت مین تیری دائما چشتی نظام الدین ولی
آہون سے میری آسمان کالا ہوا فرقت کی شب
رونے سے ہے دریا بہا چشتی نظام الدین ولی
ہو جاؤن جس سے بے خبر دنیا کے کاروبار سے
ایسی مئے وحدت پلا چشتی نظام الدین ولی
جب ہاتھہ مین میرے ترا دامن سے ہے ای سلطان دین

پھر حشر کا ہے خوف کیا چشتی نظام الدین ولی

بلوالے جلدی سے اب ہے عشق چشتی جان بلب

کب تک رہے تم سے جُدا چشتی نظام الدین ولی

دل کو روشن کر طفیل شہ نصیر الدین چراغ [۱]	اور کمال الدین کمال اصفیا کیواسطے [۲]
نصیر الدین پہ شیدا ہوا دل میں کر دیتا تصدق آپ پہ سب تڑپتا تلملاتا ۔ لوٹتا ہے تمہاری یاد گیسوؤں میں شب و روز چراغ دہلوی فرقت میں تیرے شہیدِ ناوکِ مژگاں جگر ہے دمِ نظارۂ روئے نکو ہیں ہوا ثابت کہ وہ تو آپ کا ہے سمائے جسمیں الفت آپ کی وہ تمہارے چاہنے والوں کو حضرت	خوشا دل حبذا دل مرحبا دل اگر دیتا خدا روز اک نیا دل ہوا حب سے کہ تجھپر مبتلا دل مسلسل ہے گرفتار بلا دل نہیں تھا یوں ہیں اب میرے سیرا دل قتیلِ غمزہ و ناز و ادا دل میرے ہاتھوں سے جاتا رہا دل جسے میں جان رکھتا تھا میرا دل گذر گاہِ خدا ہے برملا دل دیا اللہ نے کتنا بڑا دل

بھلا اموال کی کیا حیثیت ہے

تصدق آپ پہ ہے عشق کا دل

نمود بزم کثرت ہیں کمال الدین علامہ	بیان سر وحدت ہیں کمال الدین علامہ
شہنشاہِ ولایت ہیں کمال الدین علامہ	سراپا شان رحمت ہیں کمال الدین علامہ

[۱] اور وہ مولد
سال وفات
۶۷۵ھ اور
وفات شب جمعہ
۱۸ رمضان
۷۵۷ھ دہلی
[۲] اور وہ مولد
سال وفات
۷۵۶ھ ۲
ذیقعدہ

جو انکے ہو گیا در کا اوسے پھر خوف ہی کس کا	غلاموں کی حمایت ہیں کمال الدین علامہ
ید اللہ فوق ایدیہم کہ گویا آپ مورد ہیں	سراسر دست قدرت ہیں کمال الدین علامہ
مریدوں سے رکھی ایسی اُنکو الفت کہ آپ انکے	شریک رنج و راحت ہیں کمال الدین علامہ
حباب آسا ہیں سارے اولیا لیکن میرے آقا	دُرِ بحر ولایت ہیں کمال الدین علامہ
بڑی ہے ذات اقدس آپکی اس وا دنیا میں	عجب با شان و شوکت ہیں کمال الدین علامہ
مجھے کیا خوف محشر ہے مجھے کیا قبر کی وحشت	کہ مامور شفاعت ہیں کمال الدین علامہ
اگر قارون کا بھی ہو خزانہ بخشدیتے ہیں	کچھ ایسی ذی کرامت ہیں کمال الدین علامہ
انہیں کثرت کی کیا پروا انہیں کیا غم زمانہ کا	غریق بحر وحدت ہیں کمال الدین علامہ

بلا لو عشق کو نزدیک اپنے ایک مدت سے
اسیر قید فرقت ہیں کمال الدین علامہ

دور ہو ظلمت سراج الدین دنیا کی تمام	اور علم الحق دین علم الہدا کیواسطے

چراغ دیر و حرم خواجۂ سراج الدین	سحاب لطف و کرم خواجۂ سراج الدین
سرور دل بھی اور آنکھوں کا نور تم سے ہے	بکن نگاہِ کرم خواجۂ سراج الدین
گذشت ہر چہ بحالم شب فراق نزا	تنوجہ شرح دہم خواجۂ سراج الدین
غنی ہوا آسے جو محتاج بھی تری در پر	بجز اہے نبر اکرم خواجۂ سراج الدین
رود راز و بماندم بره بگو که کنون	تنوچیان برسم خواجۂ سراج الدین

سلہ او وہ مولد یکم جمادی الاول ۱۲۱۵ھ سال وفات مزار پٹن میں ہے سلہ پٹن مولد ۲ صفر کو آپ نے وفات پائی مزار پٹن میں ہے۔

شب وصال جو شربت نہ تھا آج فرقت میں — ہوا ہے اب وہی سم خواجہ سراج الدین
ز راہ دور شدہ ستم تو خضر من ہستی — نما بلطف رہِ ہم خواجہ سراج الدین
ہماری شرم ترے ہاتھ ہے قیامت میں — کہیں کھلے نہ بھرم خواجہ سراج الدین

بہ عشق زار بجز ذات تو پناہے نیست
ہوا ہے اس پہ چشم کرم خواجہ سراج الدین

اٹھائے سنگ ستم سر پہ سر یہ کسکا ہے — سوائے عاشق کے ایسا جگر یہ کسکا ہے
جمال کیا کہوں مثل نظر یہ کسکا ہے — مجھے خیال اب آٹھوں پہر یہ کسکا ہے
جھکے جہان پہ امیر و فقیر کی گردن — بجز در علم الدین در یہ کسکا ہے
وہ پوچھتے ہیں جنازے کو دیکھکر میرے — سرائے دار فنا سے سفر یہ کسکا ہے
تمہارے ابروی پُرخم کے جو مقابل ہو — بتاؤ دل ہے یہ کسکا جگر یہ کسکا ہے
نہیں ہے کوئی موثر بغیر ذات قدیر — برا بھلا جو اثر ہے اثر یہ کسکا ہے
دوئی کا آنکھ سے پردہ اٹھا کے دیکھے گا — ظہور ہر میں ہر جا ہے پر یہ کسکا ہے
میں مانا کچھ بھی مری آہ میں نہیں ہے اثر — اب آپ آئے سو کہئے اثر یہ کسکا ہے
اگر نہیں ہے کسی بے گناہ کا یہ خون — تو خون چرخ پہ شام و سحر یہ کسکا ہے
وہ کہتے ہیں مجھے بدنام کر دیا تو نے — قصور تو ہی بتا چشم تر یہ کسکا ہے

خدا کے واسطے علم الہدیٰ ذرا کہیئے
کہ عشق بندۂ بے دام و زر یہ کسکا ہے

حضرت محمود راجن[1] سرور دنیا و دین — اور جمال الدین جمن[2] صاحب رضا کے واسطے

[1] مولد پٹن ۲۲ صفر کو آپنے وفات پائی مزار پٹن میں ہے [2] مولد پٹن وفات ۲ ذیحجہ سنہ ...

بسانِ راجنِ محمود چون مغان دارم / چسان نه از نسبت توحید سر گران دارم

چه طور کیفیت عشق تو نهان دارم / که رنگ روئے خودم رنگ زعفران دارم

رخ که رشکِ گل تر نظر بر آن دارم / تو گوئی در نظر خویش گلستان دارم

بر آستانهٔ تو چون نهاده ام سرِ خود / از آن زمان سرِ عزت بآسمان دارم

خدا گواه علاج درون نمی خواهم / خوشم بکاوشِ دردیکه نهان دارم

خدا بغیرِ خدا نیست می شناسم و بس / بقلب خویش چرا کینِ این و آن دارم

ازان زمان که بروئے تو دیده کردم باز / کجا نظر بحسینان مه وشان دارم

فغان که آمده بر لب بدار سعد بو زم / چگونه درد فراقِ تو در نهان دارم

بسوز عشق تو سینه شدست چون گلخن / مثالِ شمع فروزنده استخوان دارم

به پیشِ دیده حرم سے دو تا شود قدم / سرِ نیاز بر آن خاک آستان دارم

غلام درگہہ محمود چون ایازم عشق
سپاس حق که نه کارے بدو جہان دارم

میرے مولا میرے رہبر جمال الدین حسن چشتی / مرا ایں من فدا تم پر جمال الدین حسن چشتی

جناب سید حسنین کی آنکھوں کی پتلی ہیں / سرور قلب پیغمبر جمال الدین حسن چشتی

جمال بے مثالِ یار کے ہو مظہر کامل / نہیں کوئی ترا ہمسر جمال الدین حسن چشتی

سلاطین عوالم میں گدا ادنیٰ ترے در کے / تو ہی ان سب کا ہے سرور جمال الدین حسن چشتی

میں کیسے آپ تک پہونچوں بہت ہے شوق نظارہ / نہیں بازو پہ اڑنے پر جمال الدین حسن چشتی

کوئی کیا ہمسری کا تجھسے دعوا کر سکے شاہا / وہ ہے رتبہ ترا برتر جمال الدین حسن چشتی

بقیہ نوٹ صفحہ (٦٠) مزار احمد آباد گجرات میں ہے ۱۲-

ہوا ہوں انقلاب دہر کے ہاتھوں تہ و بالا / نگاہِ لطف ہو مجھ پہ جمال الدین حسن چشتی

میں کہلا کر تمہارا بیکسوں کی طرح پھرتا تب / پھروں بیٹھا ہوا در در جمال الدین حسن چشتی

تمہارے ہجر میں رہنا و کن ہیں بار ہے مجھ پر / بلا لو اپنی چوکھٹ پر جمال الدین حسن چشتی

بنی جو کچھ ہے میری جان پر درد جدائی سے / وہ ہے روشن تمہارا تم پر جمال الدین حسن چشتی

بلا لو عشق کو سرکار فرقت میں بری گت
بہت بے چین ہوں مضطر جمال الدین حسن چشتی

شیخ حسن[1] کی واسطے خواجہ محمد[2] کے طفیل / حضرت یحییٰ[3] مدنی مقتدا اس کے واسطے

وہ دنیا کے جور و ستم دیکھتے ہیں / کسی نے نہ دیکھا جو ہم دیکھتے ہیں

تمہارے تصدق میں خواجہ حسن ہم / دلِ زار کو جامِ جم دیکھتے ہیں

تمہاری حقیقت میں ہے راہ سیدھی / کہیں بھی نہ کچھ پیچ و خم دیکھتے ہیں

غنی ہیں گدا بھی ترے آستاں کے / وہ کب دستِ اہلِ کرم دیکھتے ہیں

کیا کرتے ہیں راہمن عیب چینی / مگر عیب ہم اپنے کم دیکھتے ہیں

تمہاری گدائی شہی سے ہے بہتر / جہاں کے عزت اس میں ہم دیکھتے ہیں

نہ دیکھے زمانہ نے جو جو مظالم / وہ اب اپنی آنکھوں سے ہم دیکھتے ہیں

خدا کی خدائی کی ہر چیز میں ہم / تم ہی کو خدا کی قسم دیکھتے ہیں

[1] مولد گجرات ۲۰ ذیقعدہ ۸۰۹ھ کو آپ نے رحلت کی گجرات میں مزار ہے [2] گجرات مولد ۹ ربیع الاول ۹۴۲ھ سال وفات ہے [3] مدینہ میں پیدا ہوئے ۷ صفر ۱۱۲۲ھ میں وفات پائے جنت البقیع میں مزار ہے۔

نہین جس جگہ فکر کی بھی رسائی — وہان دیدۂ سر سے ہم دیکھتے ہین
رہ وادیٔ معرفت مین شہا ہم — تمہارا نشان قدم دیکھتے ہین

پہونچتے ہی حیرت مین اے عشق چشتی
ہم اپنی زبان کو قلم دیکھتے ہین

واقف سر نہان شیخ محمد چشتی — خواجۂ کون و مکان شیخ محمد چشتی
صاحب جود و کرم ابر سخا بحر عطا — تو ہے سلطان جہان شیخ محمد چشتی
جب زبان نطق کی اوصاف مین ہو تیرے کلال — پھر کرون کیا مین بیان شیخ محمد چشتی
دیکھتا ہون تجھے اٹھتی ہے جدہر میری نظر — جلوہ ہے تیرا عیان شیخ محمد چشتی
کیا کہون درد جدائی کی شکایت کہ ہے — رات دن لب پہ فغان شیخ محمد چشتی
مدح گوئی مین تری محو ہے سگی دایم — منہ مین جب تک ہے زبان شیخ محمد چشتی
کیا کرون کس سے کہون کوئی نہین ہے مرا — نفس ہے دشمن جان شیخ محمد چشتی
وہ بلا دیجیے مجھکو کہ بیہوش رہون — او مرے پیر مغان شیخ محمد چشتی
آپ گر لین یہ خبر میری تو فرمائی آپ — پھر مین اب جاؤن کہان شیخ محمد چشتی
مجھکو تو آپکے کوچہ کی سکونت ہے پسند — کیا کرون لیکے جہان شیخ محمد چشتی

بینوا عشق سے اک خادم بے دام و درم
تم ہو سلطان جہان شیخ محمد چشتی

یاد مین حضرت یحیی کے نہ گریان ہوتا — آپ سا گر کوئی غمخوار مریدان ہوتا
درد خود دیکھ سکو صید غم و حرمان ہوتا — پاس اوس کے وہ اگر درد کا درمان ہوتا
آپکی ذات سے ہے کون و مکان کی ہستی — کب بغیر آپ کے یہ عالم امکان ہوتا

تیرے الطاف نہ ہوتے جو مرے شامل حال ... تو نہ ذرے سے کبھی مہر درخشان ہوتا

ہے دلیل اسپہ کہ واللہ فنا فی اللہ ہو ... ورنہ مسجود ملک کیسے یہ انسان ہوتا

پر جو ہوتے تو ترے پاس میں اوڑ کر آتا ... یا کوئی اور وہان آنے کا سامان ہوتا

ہر گھڑی اس کی کھٹک خاص مزو ہی جاتی ... کاش دل مین مرے اس تیر کا پیکان ہوتا

آپ کے عشق مین ہو جاتا اگر صحرائی ... کون پھر میرے سوا شہر بیستان ہوتا

داغہای جگر و دل کی گل افشانی سے ... خاک شداد کا خجلت سے گلستان ہوتا

چین پاتا ہے کہان عشق کی ہاتھون عاشق ... چاہ مین گاہ تو گہہ قیدی زندان ہوتا

عشق پر ہو نگہ لطف و کرم اسے یحییٰ

لطف ہوتا جو ترا کیون وہ پشیمان ہوتا

حل کر مشکل طفیل شہ کلیم اللہ ولی ... اور نظام الدین مقبول خدا کیواسطے

غواص یم وحدت یا شیخ کلیم اللہ ... آثار ید قدرت یا شیخ کلیم اللہ

ہو ایک نظر مجھہ پر بس ہے یہ بڑی نعمت ... درکار نہین دولت یا شیخ کلیم اللہ

ہے کبر ایسے وہ ٹھوکر مین تاج سر کیکاوس ... دیوے تو جسے نعمت یا شیخ کلیم اللہ

گر مرد کو کہدے تو عورت ہی تو عورت ہو ... ظاہر ہے تری قدرت یا شیخ کلیم اللہ

ہو سرو گلستان تم یحییٰ مدینے کے ... کیا ہووے بیان حالت یا شیخ کلیم اللہ

مقبول معین الدین مرغوب نظام الدین ... ہر ایک تری خدمت یا شیخ کلیم اللہ

سنہ ۲۴ جمادی الثانی سنہ ۱۰۶۰ھ شاہجہان آباد مین پیدا ہوئے ۲۴ ربیع الاول سنہ ۱۱۴۲ھ کو وفات پائی مزار دہلی میں ہے ۔ سنہ دکن کے کسی قصبہ میں پیدا ہوئے ۱۲ ذیقعدہ سنہ ۱۱۴۲ھ مین وفات پائی اورنگ آباد دکن میں مزار ہے

عرفان کے تصدق سے اس عشق کی تن من میں
مضمر ہو تری الفت یا شیخ کلیم اللہ

جو دل میں ہے بھری الفت نظام الدین چشتی کی — یہ حاصل ہے ہمیں دولت نظام الدین چشتی کی
خودی سے اپنی جو گزرا وہی خالق کو پہچانا — یہ ہے کثرت یہ ہے وحدت نظام الدین چشتی کی
من و سلویٰ سے در گزرا بہشت و خلد کو چھوڑا — ملے جس شخص کو نعمت نظام الدین چشتی کی
زبان پر نام ہے اونکا دو نینن یاد ہے اون کی — زمانہ میں ہے یہ چاہت نظام الدین چشتی کی

طفیل حضرت عرفان کسی سے کچھ نہوگا عشق
تری دل میں ہے گر الفت نظام الدین چشتی کی

دین و دنیا کا وسیلہ پیر عالم فخر دین۔ — حضرت شاہ عظیم رہنما کیواسطے

ہو مظہر ذات خدا مولانا فخر دہلوی — او رطایر وحدت نما مولانا فخر دہلوی
اے عاشقون کے پیشوا مولانا فخر دہلوی — او ردمندون کی دوا مولانا فخر دہلوی
ہون تشنہ لب میں نیم جان ہے پیاس سے سوکھی زبان — للہ مے وحدت پلا مولانا فخر دہلوی
ہے شان وحدت جلوہ گر چہرے سے اے رشک قمر — صورت ذرا للہ دکھا مولانا فخر دہلوی
پیارے معین الدین کو ہو مقبول قطب الدین کو ہو — مرغوب بابا ہو شہا مولانا فخر دہلوی
ہے نام تیرا فخر بھی اونظر کا ہے فخر بھی — رتبہ دو بالا ہے ترا مولانا فخر دہلوی

سنہ ۱۱۲۶ھ میں آپ پیدا ہوئے اورنگ آباد مولد ہے۔ ۲۷ جمادی الثانی ۱۱۹۹ھ کو انتقال ہوا۔
دہلی میں جو رمزار پر انوار خواجہ قطب الدین کے ہے آپکی مرقد مبارک واقع ہے سنہ ۱۷ ذیقعدہ ۱۲۳۲ھ وقت صبح
صادق۔ حادثہ وفات واقع ہوا۔ مولد اور مدفن دہلی ہی ہے۔

بے چین ہے عشق حزین الطاف سے ای شاہ دین
دہلی مین جلدی لو بلا مولانا فخر دہلوی ۔

خدائی کے مختار ہین شہ عظیم — دو عالم کے سرکار ہین شہ عظیم
کوئی اس صفت کا ہوا ہے نہ ہوگا — مریدون کے غمخوار ہین شہ عظیم
خدائی بدل جائے مجھکو نہین غم — کہ میرے طرفدار ہین شہ عظیم
اُنہین جس نے دیکھا ہوا انکا عاشق — وہ بانکے طرحدار ہین شہ عظیم
بغیر مے ناب کرتے ہین بیخود — نرالے ہی خمار ہین شہ عظیم
دلادیجئے مست آنکھون کا صدقہ — لئے جام مے خوار ہین شہ عظیم
عنایت ہو کچھ کام کرنے کو اب ہم — زمانہ سے بیکار ہین شہ عظیم
مسیحا کو کیون ہم معالج بنائین — ترے جبکہ بیمار ہین شہ عظیم
علاج درون کچھ تو اب کیجیے گا — نہایت ہی لاچار ہین شہ عظیم
نہین ہم مین کچھ کرنے دہرنے کی طاقت — کہ ہم محض نادار ہین ۔ شہ عظیم

پُھکا جا رہا ہے تپ عشق سے عشق
عنایات درکار ہین شہ عظیم

حضرت حسنو محدث دو جہان کے دستگیر[1] — قبلۂ حاجات و کعبہ مدعا کیواسطے

تمسا ای حسنو محدث عالم ایجاد مین — ایک بھی ملتا نہین ہے سیکڑون افراد مین
آپ ہی کو دیکھتے ہین دیکھنے والے شہا — آب مین کیا خاک مین کیا نار مین کیا باد مین

[1] سنہ ۱۲۰۳ھ دہلی مین پیدا ہوے ۲۹ ذیقعدہ ۱۲۷۸ھ روز سہ شنبہ داعی اجل کو لبیک فرمائے ۱۲

آپ ہی فرمائی کب تک اٹھائین جان پر ۱ — اک نیا غم ہر گھڑی شنا ہا تمہاری یاد مین
آپکو ایسی بزرگی ہر ولی پر حق نے دی — جس طرح کہ ایک کا رتبہ ہے کل اعداد مین
آبلے دل کے جو گل تھے پھوٹ کر سب بہ گیے — آکے دیکھو تو سہی اس گلشن بر باد مین
آپکا سا قد ہے یا رفتار ہے یا بانکپن — کونسی خوبی ہے آخر سرو مین شمشاد مین
موتی ملتا ہے خرابی مین مسلم ہے مگر — کوئی کیون رہنے چلا تھا خانہ برباد مین
آپ ہی خود دیکھہ لیتے جذب الفت کی مزی — گر اثر ہوتا ہماری نالہ و فریاد مین
بارگاہ حق مین اب دست دعا پھیلائیے — مین تمنائین بہت سی خاطر ناشاد مین
منعمون وو دن کی دنیا پر نہ بھولو دیکھہ لو — خاک اب اڑنے لگی ہے گلشن شداد مین

ناک مین دم آگیا ہے نفس بد سی عشق کا
کیجیے اب تو مدد کیا دیر ہے امداد مین

رہنماے سالکان و پیشواے عارفان — شاہ شرف الدین شہید اصفیا کیواسطے

شہید عشق تم ہی شرف دین ہو — حسین الدین رض کے پیارے تمہین ہو
رہو آنکھون مین میری شکل مردم — قباحت کیا ہے گر پردہ نشین ہو
دل و جان و جگر کی حیثیت کیا — فدا تم پر مرا ایمان و دین ہو
تمہین مین دیکھتا ہون چشم دل سے — بظاہر تم اگر چیکہ کہین ہو
نہ کیون مفتون ہو تم پر ایک عالم — خدا جب تم پہ صورت آفرین ہو
خدا وہ دن بھی مجھکو جلد دکھلاے — تری چوکھٹ ہو اور میری جبین ہو

سلہ ۱۱ رجب ۱۲۱۰ھ سال ولادت اور دہلی مولد ہے ۲۹ محرم ۱۲۷۰ھ اتوار کو دن شہادت پائی دہلی مین مزار ہے

سینۂ بحسنشان کے جانب بھی خدارا
کبھی تو وہ نگاہِ سرمگین ہو

تمہین جب دیکھتا ہون ہر جگہ مین
تو پھر کیسے کہون تم یان نہین ہو

ملادون مشتِ خاک اپنی بھی اوسمین
عطا دہلی مین گرد و گرز مین ہو

تمہین مجھسے ہزارون ہونگے خادم
مگر صاحب مجھے تو اک تمہین ہو

دل و جان و جگر ایمان و دین سے
فدا تم پر نہ کیون عشق حزین ہو

نجتٰنا من کل سوءٍ اعطنا صدق الیقین
حضرتِ شاہِ زبیر با بقا کیواسطے

جان و دل در بازیٔ عشق تو ایجان باختم
سرچو نرد بازیٔ شطرنج غلطان ساختم

زاہدا با دا مبارک سبحۂ صد دانہ ات
کافرم زنار در گرد ون گنون انداختم

کعبہ و بتخانہ شیخ و برہمن را می سزد
منکہ دل را بہر سیر باغ دل پرداختم

خلقتم از خاک شد زین وجہ من عاجز ترم
کبر و نخوت بر دماغ ناریان انداختم

دور بودم اوفتادہ از مقام محرمی
باز مرکب از تقید سوے مطلق تاختم

مدتے کردم تلاشِ یار در دیر و حرم
چو بقصرِ دل نظر کردم دراںجا یافتم

عشق چشتی از طفیل مرشدِ ما شہ زبیرؓ
یافتم زان ہم سواچندانکہ از حق خواستم

سلہ۔ پیر کے دن رجب کی پانچوین تاریخ عشا کے وقت ۱۲۲۹ھ مین پیدا ہوے ،،
بارہ تیرا سال آپ کو وفات کئے ہوے ہوتے ہین۔

بلبلِ باغِ ولایت سید قاسم علی[١] — گوہرے دریائے وحدت بے بہا کیواسطے

تم آلِ مصطفےٰ ہو قاسم علی کلیمی — اولادِ مرتضےٰ ہو قاسم علی کلیمی

شکلِ بشر میں ہو تم لیکن بشر نہیں ہو — خورست کے تم خدا ہو قاسم علی کلیمی

مانا کہ تم نہیں ہو ظاہر میں ذاتِ مطلق — پھر اوس سے کب جدا ہو قاسم علی کلیمی

چمکایا جس نے تمکو ہے وہ زبیر چشتی — اوس شمس کی ضیا ہو قاسم علی کلیمی

جیسے کہ تم ہو عاشق کوئی نہیں جہاں میں — وحدت پہ بس فدا ہو قاسم علی کلیمی

مطلق ہوا مقید احسان سے اسکے بدلے — مطلق میں تم فنا ہو قاسم علی کلیمی

[١] - آپ کے والد کا اسم مبارک سید مبارک علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ - آپکا مادری سلسلہ چوتھے واسطہ پر حضرۃ زینت الحبیوا معروف بی بی مصری سے ملتا ہے جو حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ شیخ کلیم اللہ شاہجہان آبادی کی چہیتی اور لاڈلی صاحبزادی تہین اور پدری جانب سے حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ صاحب حال وقال حضرات کی زندہ بولتی چالتی تصویر ہین - آپ کے [illegible] کی یہ مختصر سی کتاب حامل نہین ہو سکتی ہے آپ کے کئی صاحبزادے ہین فرزند اکبر جعفر [illegible] فازادہ ام سید شاہ حامد محمود صاحب قبلہ ناء اللہ عمر کم و ظللکم غالباً ۲۲ یا ۲۳ سال ہونگے والد ماجد کے قدم بقدم ہین ۔ حضرت ممدوح کی عمر شریف اس وقت تقریباً ساٹھ سال کی ہوگی ۔

میران پور کٹرہ توابع شاہجہان آباد مین تشریف فرما ہین ، تشنگان وحدت کی سقائی کرتے ہین سلمہم اللہ تعالیٰ الی یوم الدین ۱۲

صدیق صدق میں ہو انصاف میں عمر ہو — عثمانؓ سی باحیا ہو قاسم علی کلیمی
بیٹے میں کیوں نہ آئے شانِ پدر کی جلوہ — تم عین مرتضیٰ ہو قاسم علی کلیمی

حاضر ہے عشق در پہ ہمراہ شاہ عرفان
تم چاہو یا نہ چاہو قاسم علی کلیمی[۱]

عشق ایسا دی کہ ہر دم بیخودی طاری رہے — خواجہ عرفان الٰہی بخش شا کیو اسطے

ہے دل میں آرزو کچھ تو آرزوئے عرفان — کچھ جستجو اگر ہے تو جستجوئے عرفان
طاقِ حرم سی بڑھکر ہے ابروئے خمیدہ — کعبہ سے بھی سوا ہے روئے نکوئے عرفان

[۱] حضرت غریب نواز کا مولد الہ آباد ہے آپ غالباً ۱۲۸۳ھ میں جامہ ہستی سے مزین ہوے آپکے والد ماجد حضرت شاہ نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ خاندان نقشبندیہ کے کامل افراد سے تھے اپ کو خاندان نقشبندیہ کی خلافت حضرت گلزار شاہ صاحب قبلہ قدس سرہ العزیز سے تھی،، آپ کو چالیس طرق میں اجازت بیعت حاصل تھی،، سیکڑوں کرامات آپ سے دیکھے گئے ،، مدرسہ اسلامیہ دیوبند میں آپ نے تحصیل علوم فرمایا،، زبردست محدث وفقیہہ تھے صاحب تصانیف میں ،، بلدۂ حیدرآباد دکن میں برسوں مدرسہ آغائی کے صدر مدرس رہے ہیں،، چوک کی مسجد میں نشست رہا کرتی ،، سیکڑوں طالبان الٰہ آپکی ذاتِ والاصفات سے فیض اٹھائے آپ کا دولت خانہ محلہ جلال کوچہ میں عقب دیوڑھی ابن صاحب واقع ہے،، بتاریخ ۱۴ محرم الحرام ۱۳۲۹ھ روز جمعہ وقت صبح ۴۶ سال کی عمر میں مرض طاعون سے وصال ہوا،، دم واپسین اینما تولوا فثم وجہ اللہ زبان فیض ترجمان پر جاری تھا،، مزار پُرانوار بلدۂ حیدرآباد سے کچھ فاصلہ پر جانب جنوب احاطہ درگاہ حضرت یوسف صاحب وشریف صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ میں زیارت گاہ خلق اللہ ہے

رکھدین میری لحد مین او منہ پہ میرے ملدین
وہ خاک زمین بطحا یا خاک کوئے عرفان

اس گلشن جہان مین جو پھول سونگھتا ہون
آتی ہے مجھکو اوسمین خوشبوی بوئے عرفان

دل دادہ معین ہی دل بستہ فخر ہے
اور کیا بیان ہو مجھسے ہر ایک خوئے عرفان

با صد ادب خدا را میرا سلام پہونچا
باد صبا گذر ہو جب تیرا سوئے عرفان

سن لین جو دو گھڑی بھی ہو جائے دل مصفا
قاسم کا تذکرہ ہو یا گفتگوئے عرفان

زنار کی طرح مین گردن مین ڈال رکھون
ہاتھ آئے گر جو میرے اک تار موئے عرفان

اے عشق مین وہ میرے سرکار پیر و مرشد
چل حال دل بیان کر سب روبروئے عرفان

بھری ہی جب سی میرے دل مین الفت عرفان
بھرا ہے سر مین بھی شور محبت عرفان

ہوئی ہی جب سی میری دل مین الفت عرفان
نظر کے سامنے رہتی ہی صورت عرفان

نگاہ مست کا صدقہ ادہر ہو ایک نگاہ
امیدوار ہین ہم بھی تو حضرت عرفان

کبھی ہوئی ہے کچھ ایسی کہ دخل غیر نہین
نظر مین دل مین تصور مین صورت عرفان

کریم بھی ہے وہ ایسا کہ اک توجہ پر
غنی فقیر کو کردے سخاوت عرفان

زمین قبر بھی آغوش سے اسے پھینکے
ہو جس کے دل مین ذری بھی عداوت عرفان

خمار دیکھ لے جو کوئی چشم میگون کا
بتادے مست اوسی چشم الفت عرفان

کہا ہو شان مین جنکے خدا نے تحت قبا
بیان ہو مجھسے بھلا کیا فضیلت عرفان

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۹) آپکے برادر زادہ اور حقیقی داماد اعنی آغا زادہ دوام حضرت مولوی شاہ عبد العزیز صاحب زاد اللہ عمرکم و مد ظلکم جو قدم بقدم غریب نواز کے ہین اس وقت سریر آرائے خلافت اور سجادہ نشین ہین ۱۲ ۔

اگرچہ ایک ہی لحظہ نہ کیون ہو عشق حزین
وہ کیمیا سے بھی بڑھکر ہے صحبت عرفان

گر عطا یارب فنافی الشیخ کا عالی مقام / عشقِ چشتی کو محمد مصطفےٰ اکیوا...

ڈرتے کب ہین محتسب سے ہیا وہ آشنایانِ عشق [1] / پاس عزت سے غرض رکھتے ہین کب مستانِ عشق
جسطرف دیکھو نظر پڑتی ہین اچھی صورتین / اپنی خاطر ہی مہیا آج کل سامانِ عشق
تیری کوچہ مین رہون اور تیری چوکھٹ پر مرون / کچھ سوا اس کے نہین حق کی قسم ارمانِ عشق
موت ہی اجاے یا حاصل ہو وصل گلعذار / کیا مسیحائے زمان ہے اور لقمانِ عشق
چوبداری کرہی عاشقا وحشت اگر / ذلت و خواری و رسوائی بنی دربانِ عشق
میری یاران طریقت راتدن کہتے ہین یہ / ہو ہماری سر پہ یارب سایۂ دامانِ عشق
مین یہ کہتا ہون کہ چہڑکین مجھپہ دستِ محبّ آستین / مولوی خواجہ الٰہی بخش چشتی کا ن عش...
سامنے بت کو بٹھا کر پوجتا ہون راتدن / ہے یہی اسلام عشق اور یہی ایمان عشق

زاہدا بادا مبارک تجھکو زہد و اتقا
بت پرستی میکشی واللہ ہے شایانِ عشق

ف سگ آستانِ عرفان و تراب اقدام درویشان ابو احمد خواجہ شاہ غلام غوث بغدادی عشقی چشتی... ابن حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ المحققین حضرت خواجہ شاہ محمد مخدوم صاحب قبلہ صدیقی ؒ اقدس... موروثی اوستادِ سمستانِ راجہ سر راجمان راجہ شیو راج مہاراج دہرم ونت بہادر آصفجاہی، محرر نہ... بذاہی (بدنام کنندۂ نکونامے چند) اپنے آپکو ان حضرات کے دامان عاطفت کا وابستہ سمجھ کر بخشایش کیا... خدا تعالیٰ کرے کہ مثل ظاہر کے باطن بھی رنگیلا ہو جائے آمین یارب العالمین۔

[1] یہ غزل حضرت مولف کے دیوان سے یہان نقل کیگئی ہے۔ منیجر

غلط نامہ کتاب حیات الحسن (براہ کرم پہلے کتاب کی صحت فرمالین۔)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۴	نے	بیضرورت سے	۱۶	۲	نکالا ہین	نکالا ہے	۳۵	۶	پکڑوا	پکڑے
〃	۷	اس	یہہ	۱۷	۷	کا کہولنے	کی کہولنے	〃	۹	دعا دیا	دعا دی
〃	〃	نے	زیادہ ہے	〃	۹	اور	×	〃	۱۵	نے	×
۲	۱۱	بلگستان	زنگلستان	〃	۱۲	والصحابہ	واصحابہ	۳۶	۱۱	نہ کئے تہے	نہ کیا تہا
〃	۱۲	پردہ اواز	پردۂ از	۱۸	۴	کیا ہوا تہا	کئے ہوئے تہا	〃	۱۶	اوٹہاتہا	سب اٹہے تہے
۳	۱۱	نے کیا	نے کئے	〃	۶	پہنا ہوا تہا	پہنے ہوئے تہا	۳۸	۷	دستخطین	دستخط
〃	۱۲	کا دل ہے	کے دل ہین	〃	〃	نے	×	〃	۹	کو وصیت کیا	سے وصیت کی
〃	۱۷	فرمائین	فرمائین گئے	۲۰	۳	نے	×	〃	۱۶	کیا کہ مجہہ	تو کیا کہ مجہہ پر
۴	۱-۲	کے دو قسم	کی دو قسمین	〃	۱۳	سکین	سکنے	〃	۱۷	ستے باہر	سنے باہر تہے
〃	۵	فالوا الی	فالو لی	〃	〃	ویتین	دیتے	۳۹	۱۰	فرمائی کہ	فرمایا کہ [illegible]
〃	۱۰	دیکہتے ہین	ہین زیادہ ہے	〃	۱۴	کرایاتہین	کرائی ہے	〃	۱۱	نے کہایا	[illegible]
〃	〃	کہال	کمال	۲۱	۴	وہم سا	وہم سے	〃	۱۲	اوس کے	ان کے
۵	۳	اک گل خوردہ	یک گل خوردہ	〃	۶	کرنیا	کرلی	〃	〃	اوسکو	انکو
〃	۷	خوبرد گردد	خورد گردد	〃	۱۹	تے	×	۴۰	۳	صحابیونا	صحابہ
〃	۱۷	لشکر ہے	لشکر مین	۲۲	۳	نسلایا	نسلا لی	〃	〃	اوٹہا ہیرا	پایا ہے
〃	〃	کا	کے	〃	۶	الٹ دیا	الٹ دین	〃	۵	قبورات	قیود
〃	〃	دیتا ہے	دیتے ہین	〃	۱۰	لی تہین	لی تہی	〃	۱۷	اور کہ نسا	اوسے زیادہ ہے
۶	۳	جتنی احادیث	جتنی احادیث	〃	۱۹	مین	۰	〃	۱۹	نے	×
		وارد ہوئے ہین	وارد ہوئی ہین	۲۴	۱	اٹہودیا	اٹہادیا	۴۱	۱	ہنسا	ہنسے
۶	۸	حق جب	حق نے جب	〃	۲	دینا	دینے	〃	۲	کہتا ہوا	کہتے ہوے
۷	〃	فرمائے ہین	فرمائین۔			تیمماً	تیمنا	〃	۴	ڈہانپ لیا	دہانپ لین
〃	۱۳	ثابت ہوتا	ثابت ہین	۲۵	۱	آپ کے	آپ کی	۴۳	۵	[illegible]	[illegible]
۹	۹	خطاب فرمای	خطاب فرمایا	〃	۱۳	ڈال دیا	ڈال لیا	〃	۴	بٹہا رکہی ہوئی	لگا رکہی ہے
〃	۱۱	کیا	کی	〃	〃	کیا ہے	کی ہے	〃	۶	کہ کر رہی ہے	مجہے کرتی ہے
〃	۱۳	×	سنے والے	〃	〃	عرض کیا	عرض کی	〃	۱۸	کہتے تہے	کہتا تہا
〃	۱۹	دیا ہے	دی ہے	۲۷	۲	کیسے	کیسا	۴۶	۱	جانتا ہنی	وہ کار گیا
۱۰	۵	اگر شعور	اگر انکا شعور	〃	〃	گرتا پڑتی	گرتا پڑتا	۴۷	۱۸	آپکی مزار	آپکا مزار
۱۱	۶	طریقون سے	طریقون کے	۲۸	۴	شوہر کو	شوہر سے	۴۹	۴	قدسی	نقشی
〃	۱۹	وضو کرے	وضو کرکے دعا کرے	〃	۷	بہنین کی	بہنین کیا				
۱۶	۴	ققہا	فقہا سے	〃	۷	سیتوا	ستوا				
〃	۶	کرکے ہین	کیا ہے	۳۲	۱	اختیار کی	اختیار کیا				

کتب مطبوعہ اختر دکن پریس افضل گنج حیدرآباد دکن

انتخاب زوجین

مصنفہ جناب عبدالشکور صاحب۔ شیدا۔ شادی بیاہ کا ذہنی خاکہ جس کو ملک و قوم نے فی زمانہ اپنا موٹو بنا رکھا ہے کچھ ایسا نادرست سا ہو رہا ہے کہ اوس پر کیا ہو اہل کمنہ ٹھیک اُترتا ہے۔ اس لئے کتاب ہذا میں اوسکا درست و صحیح خاکہ کھینچکر اس کے نقص کو بقدر امکان دور کر دیا گیا ہے اس کو موٹو بیان بنایا گیا اور جو جو مفید و اصولی باتیں اس میں بتائی گئی ہیں اگلو پیشہ کے بطلان دیا گیا و نیز ان پر عمل کیا گیا تو واقعی شادی شادی ہوگی جو پہولیگی اور پہلیگی بہی و نیز اُس سے جانبین کو سچی اور روحانی خوشی حاصل ہوگی قیمت مجلد ۸ ر

معرکہ مذہب و سائنس۔ یہ کتاب بہی انجمن اردو حیدرآباد دکن) کی فرمائش سے مولوی ظفر علی خانصاحب بی۔ اے۔ اڈیٹر زمیندار نے ترجمہ کی ہے اس کتاب کی خوبی اس سے ظاہر ہے کہ پنجاب یونیورسٹی سے پانسو روپیہ انعام مترجم کو عطا ہوا ہے اس کے مصنف مشہور و معروف ڈاکٹر ڈریپر ہیں۔ یہ کتاب دنیا کی بڑی زبردست تصانیف میں سے ہے۔ مصنف نے تمام عالم کے تمدن و ترقی اور مذہب اور علوم پر ایک غائر نظر ڈالی ہے اور اس سے بڑے بڑے اہم نتایج اخذ کئے ہیں کتاب نہایت دلچسپ مفید اور معلومات علمی سے پر ہے ترجمہ بہی اعلی درجہ کا کیا گیا ہے اس کتاب کے آخر میں علمی اصطلاحات کی فہرست درج ہے اور انگریزی اصطلاحات کی فہرست درج ہے اور انگریزی اصطلاحات کے مقابل میں ا.. ترجمہ دیا گیا ہے۔ قیمت ۳ کلدار یا سکہ عثمانی۔

ارمغان عشق یہ رسالہ جناب مولانا مولوی [illegible] صاحب چشتی [illegible] نہایت جامعیت کیساتھ لکھا گیا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ قابل مصنف نے دریا کو کوزہ میں بہر دیا ہے [illegible] شخص بہی اسکے مطالعہ سے کامل الفن شاعر بن سکتا ہے۔ زیر طبع ہے قیمت مجلد ۱۲ ر

تاریخ تالیف از عالی جناب آغا پہلوان سخن استاد الملک ملک الکلام مرزا ثاقب صاحب

ز تالیفِ جنابِ عشق پیشی
بحمد شد اکنون مرأۃ حلیمہ

چو سالِ طبع وے جستیم ثاقب
[illegible]